لِيُخْرِجَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى

جماعتہائے احمدیہ امریکہ

جنوری ۲۰۰۲ء

صلح ۱۳۸۱ ہش

Sahibzada M. M. Ahmad, Dr. Ahsanullah Zafar and Brother Munir Hamid, with members of the National Aamila and some local Presidents, at the Baitul Rahman Mosque, Silver Spring, MD.

THE AHMADIYYA GAZETTE IS PUBLISHED BY **THE AHMADIYYA MOVEMENT IN ISLAM, Inc,** AT THE LOCAL ADDRESS

31 Sycamore St., Box 226, Chauncey, OH 45719. **PERIODICALS POSTAGE PAID AT CHAUNCEY, OHIO 45719.**
Postmaster: Send address changes to:

THE AHMADIYYA GAZETTE
P. O. BOX 226
CHAUNCEY, OH 45719
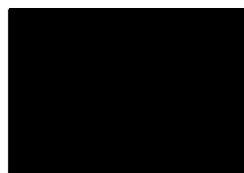
Above:

Hon. Douglas M. Duncan, Montgomery County Executive, receiving a copy of the Holy Quran from Dr. Laeeq Ahmad

☞

Some of the guests signing in for the Interfaith Prayer at the Baitur Rahman Mosque on December 3, 2001

٣

لِيُخْرِجَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی

جماعتہائے احمدیہ امریکہ

النور

جنوری ۲۰۰۲ء صلح ۱۳۸۱ھش

فہرست مضامین

نگران: صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب امیر جماعت امریکہ
ایڈیٹر: سید شمشاد احمد ناصر

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿۱۱﴾
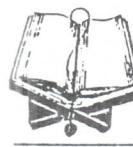
۱۱۔ مومن تو بھائی بھائی ہی ہوتے ہیں۔ پس اپنے دو بھائیوں کے درمیان صلح کروایا کرو اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّن قَوْمٍ عَسَىٰ أَن يَكُونُوا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ مِّن نِّسَاءٍ عَسَىٰ أَن يَكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۖ وَلَا تَلْمِزُوا أَنفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ ۖ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ ۚ وَمَن لَّمْ يَتُبْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ﴿۱۲﴾

۱۲۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو! (تم میں سے) کوئی قوم کسی قوم پر تمسخر نہ کرے۔ ممکن ہے وہ ان سے بہتر ہو جائیں۔ اور نہ عورتیں عورتوں سے (تمسخر کریں)۔ ہوسکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہو جائیں۔ اور اپنے لوگوں پر عیب مت لگایا کرو اور ایک دوسرے کو نام بگاڑ کر نہ پکارا کرو۔ ایمان کے بعد فسوق کا داغ لگ جانا بہت بری بات ہے۔ اور جس نے توبہ نہ کی تو یہی وہ لوگ ہیں جو ظالم ہیں۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ ۖ وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا يَغْتَب بَّعْضُكُم بَعْضًا ۚ أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَن يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَّحِيمٌ ﴿۱۳﴾

۱۳۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو! بکثرت ظن سے اجتناب کیا کرو۔ یقیناً بعض ظن گناہ ہوتے ہیں۔ اور تجسس نہ کیا کرو۔ اور تم میں سے کوئی کسی دوسرے کی غیبت نہ کرے۔ کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ اپنے مُردہ بھائی کا گوشت کھائے؟ پس تم اس سے سخت کراہت کرتے ہو۔ اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ یقیناً اللہ بہت توبہ قبول کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا ۚ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ﴿۱۴﴾

۱۴۔ اے لوگو! یقیناً ہم نے تمہیں نر اور مادہ سے پیدا کیا اور تمہیں قوموں اور قبیلوں میں تقسیم کیا تا کہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ بلاشبہ اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ معزز وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔ یقیناً اللہ دائمی علم رکھنے والا (اور) ہمیشہ باخبر ہے۔

پیارے رسول ﷺ کی پیاری باتیں

زبان کی حفاظت، غیبت اور چغلخوری

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا النَّجَاةُ؟ قَالَ: اَمْسِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ وَلْيَسَعْكَ بَيْتُكَ وَابْكِ عَلٰى خَطِيْئَتِكَ۔ (ترمذی ابواب الزہد باب حفظ اللسان)

حضرت عقبہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ نجات کیسے حاصل ہو؟ آپؐ نے فرمایا۔ اپنی زبان روک کر رکھو۔ تیرا گھر تیرے لئے کافی ہو یعنی حرص سے بچو۔ اگر کوئی غلطی ہو جائے تو نادم ہو کر اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑا کر معافی طلب کرو۔

۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ رِضْوَانِ اللّٰهِ تَعَالٰى مَا يُلْقِیْ لَهَا بَالًا يَرْفَعُهُ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَاتٍ، وَاِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ سَخَطِ اللّٰهِ تَعَالٰى لَا يُلْقِیْ لَهَا بَالًا يَهْوِیْ بِهَا فِیْ جَهَنَّمَ۔ (بخاری کتاب الرقاق باب حفظ اللسان)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انسان بعض اوقات بے خیالی میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی کوئی بات کہہ دیتا ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اسکے بے انتہاء درجات بلند کر دیتا ہے اور بعض اوقات وہ لاپرواہی میں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کی کوئی بات کر بیٹھتا ہے جس کی وجہ سے وہ جہنم میں جا گرتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ سے ہر وقت رہنمائی اور ہدایت کی توفیق مانگتے رہنا چاہیئے کہ وہ ہمیشہ بھلی اور نیک بات ہی منہ سے نکلوائے۔

۔ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ، وَلَا اللَّعَّانِ، وَلَا الْفَاحِشِ، وَلَا الْبَذِیِّ۔ (ترمذی کتاب البر والصلة باب فی اللعنة)

حضرت ابن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا طعنہ زنی کرنیوالا، دوسرے پر لعنت کرنیوالا، فحش کلامی کرنیوالا، یاوہ گو زبان دراز مومن نہیں ہو سکتا۔

۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِذَا قَالَ الرَّجُلُ لِاَخِيْهِ يَا كَافِرُ فَقَدْ بَاءَ بِهَا اَحَدُهُمَا، فَاِنْ كَانَ كَمَا قَالَ وَاِلَّا رَجَعَتْ عَلَيْهِ۔

(مسلم کتاب الایمان باب حال ایمان من قال لاخیہ المسلم یا کافر)

حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی شخص اپنے بھائی کو کافر کہتا ہے تو یہ کفر ان میں سے کسی ایک پر ضرور آپڑتا ہے اگر تو وہ شخص جسے کافر کہا گیا ہے واقعہ میں کافر ہے تو خیر ورنہ یہ کفر اس پر لوٹ آئے گا جس نے اپنے مسلمان بھائی کو کافر کہا ہے۔

۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَتَدْرُوْنَ مَا الْغِيْبَةُ؟ قَالُوْا: اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ، قَالَ: ذِكْرُكَ اَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُ، قِيْلَ: اَفَرَاَيْتَ اِنْ كَانَ فِیْ اَخِیْ مَا اَقُوْلُ؟ قَالَ: اِنْ كَانَ فِيْهِ مَا تَقُوْلُ فَقَدِ اغْتَبْتَهٗ، وَاِنْ لَّمْ يَكُنْ فِيْهِ مَا تَقُوْلُ فَقَدْ بَهَتَّهٗ۔ (مسلم کتاب البر والصلة باب تحریم الغیبة)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں معلوم ہے غیبت کیا ہے؟ صحابہؓ نے عرض کیا اللہ اور اسکا رسولؐ بہتر جانتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: اپنے بھائی کا اس کی پیٹھ پیچھے اس رنگ میں ذکر کرنا جسے وہ پسند نہیں کرتا۔ عرض کیا گیا کہ اگر وہ بات جو کہی گئی ہے سچ ہو اور میرے بھائی میں وہ موجود ہو تب بھی یہ غیبت ہوگی؟ آپؐ نے فرمایا اگر وہ عیب اس میں پایا جاتا ہے جس کا تُو نے اس کی پیٹھ پیچھے ذکر کیا ہے تو یہ غیبت ہے اور اگر وہ بات جو تو نے کہی ہے اس میں پائی ہی نہیں جاتی تو یہ اس پر بہتان ہے۔

۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَجِدُوْنَ مِنْ شَرِّ النَّاسِ ذَا الْوَجْهَيْنِ الَّذِیْ يَاْتِیْ هٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ وَهٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ۔

(مسلم کتاب البر والصلة باب ذم ذی الوجھین)

حضرت ابوہریرہ رضؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : بدترین آدمی تم اسے پاؤ گے جو دو منہ رکھتا ہے ۔ ان کے پاس آکر کچھ کہتا ہے، دوسروں کے پاس جا کر کچھ کہتا ہے یعنی بڑا منافق اور چغلخور ہے۔

ـ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: لَمَّا عُرِجَ بِیْ مَرَرْتُ بِقَوْمٍ لَھُمْ اَظْفَارٌ مِنْ نُحَاسٍ یَخْمِشُوْنَ وُجُوْھَھُمْ وَصُدُوْرَھُمْ، فَقُلْتُ : مَنْ ھٰؤُلَآءِ یَاجِبْرِیْلُ؟ قَالَ: ھٰؤُلَآءِ الَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ لُحُوْمَ النَّاسِ، وَیَقَعُوْنَ فِیْ اَعْرَاضِھِمْ۔

(ابوداؤد کتاب الادب باب فی الغیبة)

حضرت انس رضؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مجھے معراج ہوا تو حالتِ کشف میں مَیں ایک ایسی قوم کے پاس سے گزرا جن کے ناخن تانبے کے تھے اور وہ ان سے اپنے چہروں اور سینوں کو نوچ رہے تھے ۔ میں نے پوچھا ۔ اے جبرائیل ! یہ کون ہیں تو انہوں نے بتایا کہ یہ لوگوں کا گوشت نوچ نوچ کر کھایا کرتے تھے اور انکی عزت و آبرو سے کھیلتے تھے یعنی انکی غیبت کرتے اور انکو حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے۔

ـ عَنْ حُذَیْفَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ نَمَّامٌ۔

(بخاری کتاب الادب باب ما یکرہ من النمیمة)

حضرت حذیفہ رضؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چغل خور جنّت میں نہیں جا سکے گا۔

ـ عَنْ حُذَیْفَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ۔

(بخاری کتاب الادب باب ما یکرہ من النمیمة)

حضرت حذیفہ رضؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چغلخور جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

بقیہ صفحہ ۹

کے شر اور جو کچھ اس کے اندر ہے اس کے شر سے اور جس غرض کے لئے بھیجی گئی ہے اس کے شر سے میں تیری پناہ چاہتا ہوں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اسی طرح روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ بارش ہوتے دیکھتے تو دعا کرتے۔

اللھم حبینا نافعا

اے اللہ! موسلا دھار اور فائدہ مند بارش ہو۔

جب بادلوں کی گرج اور آسمانی بجلی کی آواز سنتے تو آنحضرت ﷺ یہ دعا کرتے ۔ اے اللہ ! ہمیں اپنے غضب سے ہلاک نہ کرنا اور نہ اپنے عذاب سے ہلاک کرنا اور اس سے پہلے ہمیں معاف فرما دینا۔ آنحضرت ﷺ نے بارش کی ضرورت کے وقت بھی دعائیں مانگی ہیں اور جب بارشوں کی کثرت تکلیف کا موجب ہوئی تو بارش روکنے کے لئے بھی دعائیں کی ہیں۔ حضور ایدہ اللہ نے بعض اور دعاؤں کا بھی ذکر فرمایا۔ آخر پر حضور ایدہ اللہ نے آنحضرت ﷺ سے مروی سید الاستغفار کا بھی ذکر فرمایا۔

(ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل، لندن ۔ 26 مئی 2000ء)

بقیہ صفحہ ۲۱

دوسری طرف حسرت بھری نگاہوں سے ان زخموں کی طرف جو تعصبات کے عفریت کے جبڑوں میں ہلاک ہونے والی انسانیت کے ہاتھوں اس سلوک پر جو میرے ساتھ کیا گیا نگاہ کرتا ہوں تو احمد فراز کا یہ شعر میری حالت زار کا بیان بن جاتا ہے۔

دیکھو وہ میرے خواب تھے دیکھو یہ میرے زخم ہیں
میں نے تو سب حساب سرعام رکھ دیا

میں نے غور کیا کہ کیوں مجھے ارض پاک کو چھونے کی اجازت نہیں ملی ۔ آخر میرا قصور مجھے بتایا جائے۔ جتنی قدغنیں قوانین نے مجھ پر لگائی ہیں انہیں بادل نخواستہ تسلیم کرتا ہوں اور اس قید میں اپنے آپ کو مقید مانتا ہوں اور ان احکام کے جائز اور ناجائز کی بحث میں نہیں پڑتا مگر یہ کیا کہ اس خطہ عرب کے طول وعرض میں کہیں بھی مجھے قدم رکھنے سے اس کے لئے منع کر دیا گیا کہ میں ایک عقیدہ رکھتا ہوں جس سے کسی کو اختلاف ہے اگر وہ سن لیں کہ

طاقتیں تمہاری ہیں اور خدا ہمارا ہے عکس پر نہ اتراؤ آئینہ ہمارا ہے

میں نے اس غم والم کو اور اس ظالمانہ اقدام کو کچھ دن تو سینے میں چھپائے رکھا مگر پھر یہ حالت ہو گئی کہ اظہار کے بغیر چارہ نہ رہا۔ اور میں نے اپنے آقا و مرشد کے قول میں عافیت ڈھونڈ لی کہ

میں اس آندھی کو اب کیونکر چھپاؤں یہی بہتر کہ خاک اپنی اڑاؤں

Groups of children from Briggs Chaney Middle School who sang a Chorus

CHILDREN FROM BRIGGS CHANEY MIDDLE SCHOOL WHO SANG A CHORUS AT THE INTERFAITH PRAYER SERVICE AT THE BAITUL REHMAN MOSQUE ON DECEMBER 3, 2001

Right: The Choral Director teacher, Virginia

Below: A group of children, singing a Chorus

SCHOOL CHILDREN SING AT THE INTERFAITH PRAYER SERVICE

A large number of children from the Briggs Chaney Middle School came to the Prayer Service, along with their Choral Director, Virginia, on December 3, 2001, and sang a beautiful Chorus. Below and on succeeding pages are pictures of groups of children from the Briggs Chaney Middle School.

SOME OF THE SPEAKERS AT THE INTERFAITH PRAYER SERVICE
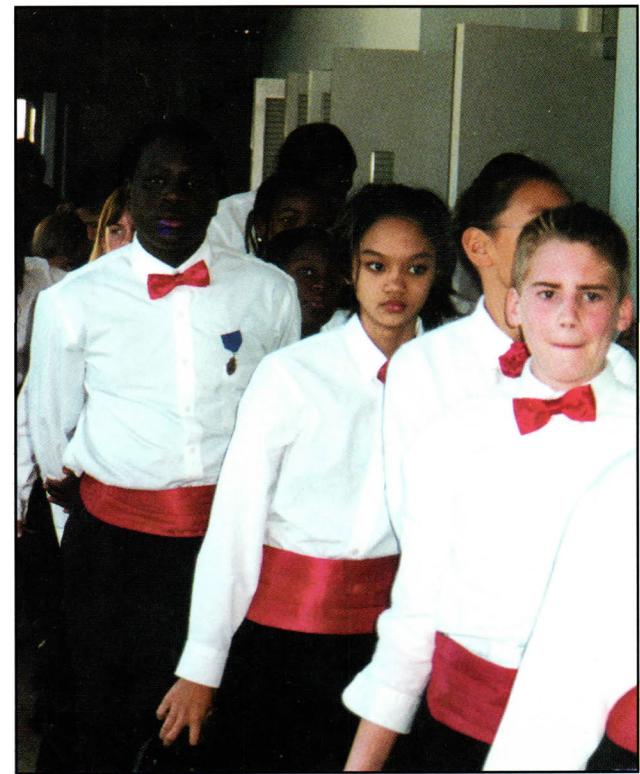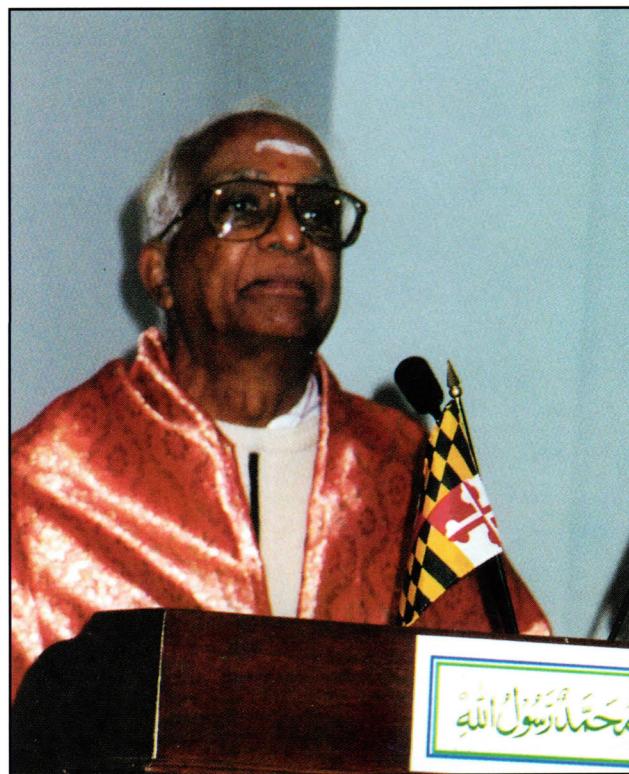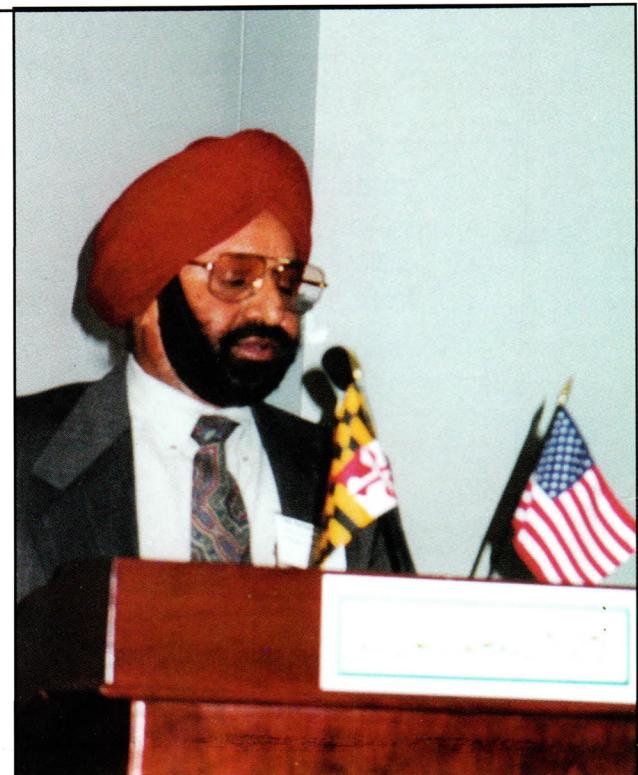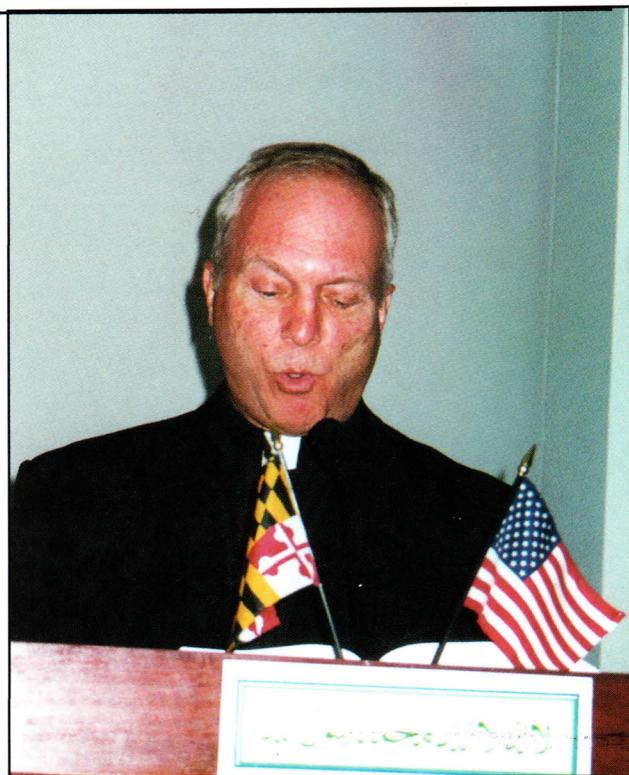
Some of the school children who sang a chorus

خدا تعالیٰ کی دوستی

دنیا میں کوئی کسی کے ساتھ دوستی پکی کرتا ہے تو دنیا کے لوگ اپنی دوستی کا حق ادا کرتے ہیں۔ وہ کون دوست ہے جس کے ساتھ سلوک کیا جاوے تو وہ بے تعلقی ظاہر کرے۔ ایک چور کے ساتھ ہمارا سچا تعلق ہو تو وہ بھی ہمارے گھر میں نقب زنی نہیں کرتا' تو کیا خدا تعالیٰ کی وفا چور کے برابر بھی نہیں۔ خدا تعالیٰ کی دوستی تو وہ ہے کہ دنیا داروں میں اس کی کوئی نظیر ہی نہیں۔ دنیا داروں کی دوستی میں تو غدر بھی ہے۔ تھوڑی سے رنجش کے ساتھ دنیا دار دوستی توڑنے کو تیار ہو جاتا ہے۔ مگر خدا تعالیٰ کے تعلقات پکے ہیں۔ جو شخص خدا تعالیٰ کے ساتھ دوستی کرتا ہے خدا تعالیٰ اس پر برکات نازل کرتا ہے۔ اس کے گھر میں برکت دیتا ہے۔ اس کے کپڑوں میں برکت دیتا ہے۔ اس کے پس خوردہ میں برکت دیتا ہے۔

بخاری میں ہے کہ نوافل کے ذریعہ سے انسان خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرتا ہے۔ نوافل ہر شئے میں ہوتے ہیں۔ فرض سے بڑھ کر جو کچھ کیا جائے وہ سب نوافل میں داخل ہے۔ جب انسان نوافل میں ترقی کرتا ہے تو خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اس کی آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے۔ اور اس کی زبان ہو جاتا ہوں جس سے وہ بولتا ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو شخص میرے ولی سے مقابلہ کرتا ہے وہ میرے ساتھ لڑائی کے لئے تیار ہو جائے۔ خدا تعالیٰ کے ساتھ سچی محبت کرنے والے بھی غنی' بے نیاز ہو جاتے ہیں۔ لوگوں کی تکذیب کی کچھ پروا نہیں رکھتے۔ جو لوگ خلقت کی پروا کرتے ہیں وہ خلق کو معبود بناتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے بندوں میں ہمدردی بہت ہوتی ہے۔ مگر ساتھ ہی ایک بے نیازی کی صفت بھی لگی ہوئی ہے۔ وہ دنیا کی پروا نہیں کرتے۔ آگے خدا تعالیٰ کا فضل ہوتا ہے کہ دنیا کھچی ہوئی ان کی طرف چلی آتی ہے۔

(ملفوظات جلد چہارم ص 506)

جماعت کے افراد کی کمزوری یا برے نمونہ کا اثر ہم پر پڑتا ہے اور لوگوں کو خواہ مخواہ اعتراض کرنے کا موقعہ مل جاتا ہے۔ پس اس واسطے ہماری طرف سے تو یہی نصیحت ہے کہ اپنے آپ کو عمدہ اور نیک نمونہ بنانے کی کوشش میں لگے رہو۔ جب تک فرشتوں کی سی زندگی نہ بن جاوے تب تک کیسے کہا جا سکتا ہے کہ کوئی پاک ہو گیا (-)

فنافی اللہ ہو جانا اور اپنے سب ارادوں اور خواہشات کو چھوڑ کر محض اللہ کے ارادوں اور احکام کا پابند ہو جانا چاہئے کہ اپنے واسطے بھی اور اپنی اولاد، بیوی، بچوں، خویش واقارب اور ہمارے واسطے بھی باعث رحمت بن جاؤ۔ مخالفوں کے واسطے اعتراض کا موقعہ ہرگز ہرگز نہ دینا چاہئے۔ (-) سابق بالخیرات بننا چاہئے۔ ایک ہی مقام پر ٹھہر جانا کوئی اچھی صفت نہیں ہے۔ دیکھو ٹھہرا ہوا پانی آخر گندہ ہو جاتا ہے۔ کیچڑ کی صحبت کی وجہ سے بدبودار اور بدمزا ہو جاتا ہے۔ چلتا پانی ہمیشہ عمدہ ستھرا اور مزیدار ہوتا ہے اگرچہ اس میں بھی نیچے کیچڑ ہو مگر کیچڑ اس پر کچھ اثر نہیں کر سکتا۔ یہی حال انسان کا ہے کہ ایک ہی مقام پر ٹھہر نہیں جانا چاہئے۔ یہ حالت خطرناک ہے۔ ہر وقت قدم آگے ہی رکھنا چاہئے۔ نیکی میں ترقی کرنی چاہئے ورنہ خدا تعالیٰ انسان کی مدد نہیں کرتا اور اس طرح سے انسان بے نور ہو جاتا ہے جس کا نتیجہ آخر کار بعض اوقات ارتداد ہو جاتا ہے۔ اس طرح سے انسان دل کا اندھا ہو جاتا ہے۔

اپنی اصلاح میں اپنے اہل وعیال کو شامل رکھو

خدا تعالیٰ کی نصرت انہیں کے شامل حال ہوتی ہے جو ہمیشہ نیکی میں آگے ہی آگے قدم رکھتے ہیں ایک جگہ نہیں ٹھہر جاتے اور وہی ہیں جن کا انجام بخیر ہوتا ہے۔ بعض لوگوں کو ہم نے دیکھا ہے کہ ان میں بڑا شوق ذوق اور شدت رقت ہوتی ہے مگر آگے چل کر بالکل ٹھہر جاتے ہیں اور آخر ان کا انجام بخیر نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں یہ دعا سکھلائی ہے۔

میرے بیوی بچوں کی بھی اصلاح فرما۔ اپنی حالت کی پاک تبدیلی اور دعاؤں کے ساتھ ساتھ اپنی اولاد اور بیوی کے واسطے بھی دعا کرتے رہنا چاہئے کیونکہ اکثر فتنے اولاد کی وجہ سے انسان پر پڑ جاتے ہیں اور اکثر بیوی کی وجہ سے۔ دیکھو پہلا فتنہ حضرت آدم پر بھی عورت ہی کی وجہ سے آیا تھا۔ حضرت موسیٰؑ کے مقابلے میں بلعم کا ایمان جو حبط کیا گیا اصل میں اس کی وجہ بھی توریت سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ بلعم کی عورت کو اس بادشاہ نے بعض زیورات دکھا کر طمع دے دیا تھا اور پھر عورت نے بلعم کو حضرت موسیٰؑ پر بددعا کرنے کے واسطے اکسایا تھا۔ غرض ان کی وجہ سے بھی اکثر انسان پر مصائب شدائد آجایا کرتے ہیں تو ان کی اصلاح کی طرف بھی پوری توجہ کرنی چاہئے اور ان کے واسطے بھی دعائیں کرتے رہنا چاہئے۔

(ملفوظات جلد پنجم ص 456)

آنحضرتﷺ نے اپنے لئے اور اپنی امت کے لئے اتنی دعائیں مانگی ہیں کہ آدمی حیران رہ جاتا ہے

قرضہ سے نجات ، برے ہمسایہ سے نجات ، چاند دیکھنے ، مکہ معظمہ میں داخل ہونے ، جانور ذبح کرتے وقت ، آندھی اور بارش کے وقت اور دیگر کئی ایک مختلف پیش آمدہ حالات کی مناسبت سے آنحضرتﷺ کی دعاؤں کا تذکرہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد فضل لندن میں 12 مئی 2000ء کو خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہوئے مندرجہ ذیل آیت کریمہ کی تلاوت کی۔

هُوَ الْحَيُّ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ فَادْعُوهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ ۗ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ ﴿٦٦﴾

(سورۃ المومن 66:40)

اور اس کا ترجمہ پیش فرمایا۔ اور پھر حضرت اقدس محمد مصطفیﷺ کی دعاؤں کو جو مضمون گزشتہ چند خطبات سے جاری ہے اس کو مزید آگے بڑھاتے ہوئے حضور اکرمﷺ کی بعض مزید ادعیہ کا ذکر کیا۔ حضور نے فرمایا کہ آنحضرتﷺ نے اپنے لئے اور اپنی امت کے لئے اتنی دعائیں کی ہیں کہ آدمی حیران رہ جاتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ نے بتایا کہ آنحضرتﷺ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حسب ذیل دعا سکھائی۔ اور فرمایا کہ اگر تم پر پہاڑ جتنا بھی قرض ہو گا تو اللہ تعالیٰ تیری طرف سے ادا کر دے گا۔ وہ دعا یہ ہے۔

اللھم اکفنی بحلالك عن حرامك واغننی بفضلك عمن سواك

اے اللہ ! مجھے اپنا حلال ، اپنے حرام کردہ کے مقابل پر میرے لئے کافی کر دے۔ اور اپنے فضل سے مجھے اپنے علاوہ سب دیگر وجودوں سے مستغنی کر دے۔

اس طرح حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آنحضرتﷺ نے یہ دعا سکھائی کہ اے اللہ ! میرے باطن کو میرے ظاہر سے بھی بڑھ کر اچھا بنا دے۔ اور میرے ظاہر کو بھی نیک بنا دے۔ اے اللہ ! تو لوگوں کو جو عطا کرتا ہے اس میں سے مجھے صالح مال اور اہل اور ایسی اولاد عطا فرما جو نہ گمراہ ہونے والی اور نہ گمراہ کرنے والی ہو۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ ”اے اللہ ! میرے باطن کو میرے ظاہر سے بھی اچھا بنا دے“ کی دعا سے پتہ لگتا ہے کہ آنحضرتﷺ بے حد خوبصورت انسان تھے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مومن یہ پسند نہیں کرتا کہ اس کا حسن عیاں ہوتا رہے اور لوگ اس سے اس کے حسن باطن کا اندازہ کریں۔ بلکہ مراد یہ ہے کہ ان کو اندازہ نہ ہو کہ باطن کتنا اچھا ہے۔ وہ ظاہر سے بھی کہیں زیادہ اچھا ہے۔

حضور نے دعائے استخارہ کا بھی ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ بعض لوگوں نے غلطی سے استخارہ کو استخبارہ بنا دیا ہوا ہے اور سمجھتے ہیں کہ اس کے نتیجہ میں انہیں خبر دی جائے۔ حالانکہ استخارہ کا مطلب ہے خدا سے خیر طلب کرنا۔

حضور نے بتایا کہ آنحضرتﷺ نے برے ہمسایہ سے پناہ مانگنے کی دعا بھی سکھائی ہے اور فرمایا ہے کہ اللہ سے پناہ مانگو اپنی شہری رہائش کے قریب برے ہمسایہ سے کیونکہ صحرائی یعنی خانہ بدوش ہمسایہ تو کبھی تم سے جدا ہو ہی جائے گا۔

حضور ایدہ اللہ نے پہلی رات کا چاند دیکھنے کی دعا۔ ماہ رجب کے شروع ہونے کی دعا کے علاوہ یوم عرفہ کے موقعہ کی دعا اور روزہ افطار کرنے کی دعا کا بھی ذکر فرمایا۔ اسی طرح آپ نے بتایا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو آنحضرتﷺ نے لیلۃ القدر میں یہ دعا مانگنے کا ارشاد فرمایا:

اللھم انك عفو تحب العفو فاعف عنی

کہ اے میرے اللہ ! تو بخشنے والا ہے ، بخشش کو پسند کرتا ہے۔ پس مجھے معاف فرما دے۔

اسی طرح حضور ایدہ اللہ نے حسب ذیل مواقع پر آنحضرتﷺ کی دعاؤں کا بھی ذکر فرمایا۔ مکہ معظمہ میں داخل ہوتے وقت کی دعا ، مدینہ منورہ کے لئے برکت کی دعا ، احرام باندھتے وقت کی دعا، قربانی کا جانور ذبح کرتے وقت کی دعا۔

حضور نے بتایا کہ آنحضرتﷺ آندھی کے آنے پر یہ دعا کیا کرتے تھے کہ اے اللہ ! میں اس ہوا کے خیر اور جو کچھ اس میں ہے اس کے خیر اور جس غرض کے لئے یہ بھیجی گئی ہے اس کے خیر کا طلب گار ہوں اور اس

(باقی صفحہ ۶ پر)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کے LIVE درس قرآن کے اہم نکات

اللہ کے بندوں پر آنے والی تکالیف ان کی ترقیوں کا باعث بنتی ہیں

فرعون کو حضرت موسیٰ کا سامنا کرنے کی جرأت نہ تھی اس لئے اس نے حضرت موسیٰ کو نہ پکڑا اور نہ گرفتار کیا

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے درس القرآن فرمودہ 17 نومبر 2001ء بمقام بیت الفضل لندن کا خلاصہ

مرتبہ: فخر الحق شمس صاحب

لندن: 17 نومبر 2001ء- سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج یہاں پاکستانی وقت کے مطابق ساڑھے چار بجے شام درس القرآن ارشاد فرمایا جس میں سورۃ الاعراف کی بعض آیات کی پر معارف تفسیر فرمائی- حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا یہ درس ایم ٹی اے نے بیت الفضل سے براہ راست ٹیلی کاسٹ کیا نیز انگریزی، عربی بنگالی، فرانسیسی اور جرمن زبانوں میں رواں ترجمہ بھی نشر کیا گیا- اس درس کے اہم نکات پیش کئے جاتے ہیں-

آیت نمبر 109 حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الاعراف کی آیت نمبر 109 کی تلاوت فرمائی اور یہ ترجمہ پیش فرمایا- اور اس نے اپنا ہاتھ نکالا تو اچانک دیکھنے والوں کو سفید دکھائی دینے لگا- اس کی تفسیر میں حضور انور نے فرمایا، اس میں قرآن کریم کا کمال یہ ہے کہ یہ نہیں فرمایا کہ سفید ہوگیا بلکہ دیکھنے والوں کو سفید دکھائی دینے لگا تو ہاتھ اپنا رنگ نہیں بدلتا تھا، یہ اللہ تعالیٰ کی شان تھی کہ لوگوں کی آنکھوں پر ایک قسم کا مسمریزم ہو جاتا تھا- لیکن وہ جادوگر مرعوب نہیں ہو سکتے تھے جب تک ان کے جادو کا توڑ نہ کیا جائے- حضور انور نے فرمایا یہاں للنّٰظرین کے لفظ نے سارا مسئلہ کھول دیا یعنی دیکھنے والوں کے لئے وہ سفید دکھائی دینے لگا- حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے بیضاء کے معنے بے عیب کے کئے ہیں-

آیات 114-115 کی تفسیر میں حضور نے فرمایا مجھے اس آیت سے اس پہلو سے بہت لطف آتا ہے کہ ساحروں نے فرعون سے جب پوچھا کہ ہمارے لئے کیا اجر ہوگا اگر ہم غالب آئیں گے-(اجر سے مراد ان کی ظاہری مادی اجر تھا) ان کو فرعون کی قرابت کا کوئی شوق نہیں تھا- مگر فرعون نے یہ اپنی طرف سے بات بنائی کہ اجر تو ہوگا اور تم میرے بہت مقرب ہو جاؤ گے-- جس کا انہوں نے کوئی شوق ظاہر نہیں کیا تھا-

آیات 119-120 حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے آیات 119-120 کی تلاوت کے بعد ترجمہ پیش فرمایا: پس حق واقع ہوگیا اور جو کچھ وہ کرتے تھے وہ جھوٹا نکلا پس وہ اس جگہ مغلوب کر دیئے گئے اور رسوا ہو کر لوٹے- حضور انور نے فرمایا وہ دربار تو اس لئے اکٹھا کیا گیا تھا کہ فرعون کے جادوگر اگر جیت جائیں تو ایک بہت بڑا جلوس نکالیں گے اور سارے علاقے میں حضرت موسیٰ کی بدنامی ہوگی کہ کس طرح ہرا دیا- پس جب حق ظاہر ہوگیا اور جو وہ کر رہے تھے اس کا جھوٹا ہونا دکھائی دے دیا تو پھر وہ وہاں مغلوب ہو گئے- تو بجائے اس کے کہ جشن منائیں اور جلوس نکالیں وہ نہایت رسوا ہو کر شرمندگی سے ان جگہوں سے واپس لوٹے-

آیت نمبر 124 آیت 124 کا ترجمہ کہ فرعون نے کہا کیا تم اس پر ایمان لے آئے ہو پیشتر اس کے کہ میں تمہیں اجازت دوں- فرمایا فرعون اتنا جابر اور متکبر بادشاہ تھا کہ بعض دفعہ اپنے حواریوں سے مشورے پوچھتا ہے لیکن جب شکست تسلیم کرنی پڑی تو اس کی ذمہ داری ان جادوگروں پر ڈال دی- وہ کہتا ہے کہ میں تو مرعوب نہیں ہوا اور تم لوگ جو موسیٰ کے سامنے جھکے ہو تو میری اجازت سے جھکنا چاہئے تھا- تم کون ہوتے ہو کہ از خود ہی فیصلہ کر لو کہ یہ غالب آ گیا- دراصل وہ جادوگر حضرت موسیٰ کی قوم سے تھے، فرعون کی قوم سے نہیں تھے- اس لئے فرعون نے ان کی حقارت کی ہے کہ تم لوگ ہوتے کون ہو اور میری اجازت کے بغیر تمہیں جرأت کیسے ہوئی کہ موسیٰ پر ایمان لے آؤ- پھر ان کو یہ دھمکی دی کہ میں ضرور تمہارے ہاتھ پاؤں مخالف سمتوں سے کاٹ دوں گا اور ضرور تم سب کو اکٹھا سولی پر چڑھا دوں گا- حضور انور نے فرمایا اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ واقعتاً ہاتھ پاؤں کاٹے گئے تھے کہ نہیں- قرآن کریم سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہرگز ہاتھ پاؤں نہیں کاٹے گئے تھے- یہ صرف ایک دھمکی تھی- اب جب یہ سب کچھ ہوگیا تو پھر انہوں نے محسوس کر لیا کہ فرعون حضرت موسیٰ پر ہاتھ ڈالنے میں تردد کر رہا ہے، ان کو یہ معلوم نہیں تھا کہ فرعون ڈر چکا ہے-

اس کے دل پر رعب طاری ہو گیا ہے- لیکن وہ دھمکیوں کے باوجود کچھ نہیں کر سکا- حضور انور نے حضرت علامہ فخر الدین رازی کا یہ حوالہ پیش فرمایا کہ درحقیقت اس واقعہ کے ظاہر ہونے کے بعد فرعون نے موسیٰ کا سامنا کرنے کی جرأت نہ کی تھی حقیقت میں یہ ایک ایسا بڑا واقعہ ہوا تھا کہ اس کے بعد فرعون کو جرأت ہی نہیں ہوئی کہ وہ کھل کر حضرت موسیٰ کے سامنے آتا- نہ اس نے پکڑا نہ گرفتار کیا جس پر اس کی قوم نے کہا کہ تو نے موسیٰ اور اس کی قوم کو آزاد چھوڑ دیا ہے وہ زمین میں فساد برپا کرتے پھریں گے- حضور انور نے فرمایا خدا نے حضرت امام رازی کو بڑی حکمت دی ہے اور اکثر میں نے دیکھا ہے کہ جو وہ نکات بیان کرتے ہیں وہ درست ہوتے ہیں-

آیت 129 حضور انور نے آیت 129 کی تفسیر میں حضرت مسیح موعود کا یہ حوالہ پیش فرمایا کہ مومن کی تکالیف کا انجام اچھا ہوتا ہے اور انجام کار متقی کے لئے ہے- ان کو جو بھی مصائب آتے ہیں وہ بھی ان کی ترقیوں کا باعث بنتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کے دن پھیر دیتا ہے-

****

****

سورۃ الاعراف آیت 130

فینظر کیف تعملون اس آیت سے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الاول لکھتے ہیں' اللہ تعالیٰ ایک **جگہ مسلمانوں کو بھی فرماتا ہے کہ تم کو بھی ہم دنیا میں بادشاہ** بنا دیں گے- پھر دیکھیں گے کہ تم کیسا عملدرآمد کرتے ہوئے- مراد یہ ہے کہ ہر قوم کو اللہ تعالیٰ موقع عطا فرماتا ہے بڑائی اور عظمت کا- اس کے بعد پھر وہ اپنے ماتحتوں سے جو سلوک کرتے ہیں اللہ ان کی اس بات کو نوٹ کرتا ہے کہ انہوں نے حکومت کا حق ادا کیا کہ نہیں- پس جو **حکومت کا حق ادا نہیں کرتے ان کی صف لپیٹی جاتی ہے-** اور پھر ان کی جگہ نئے آجاتے ہیں- مسلمانوں کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا اور اللہ بہتر جانتا ہے کہ آئندہ ان کی تقدیر کب بدلے گی حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں- موسیٰ کی قوم نے اس کو جواب دیا کہ ہم تیرے سے پہلے بھی ستائے جاتے تھے اور تیرے آنے کے بعد بھی ستائے گئے- تو موسیٰ نے ان کے جواب میں کہا کہ قریب ہے کہ خدا تمہارے دشمن کو ہلاک کر دے اور زمین پر تمہیں خلیفے مقرر کر دے اور پھر دیکھے کہ تم کس طرح کے کام کرتے ہو- ان آیات میں صاف طور پر وہی لوگ مخاطب ہیں جو حضرت موسیٰ کی قوم میں سے ان کے سامنے زندہ موجود تھے اور انہوں نے فرعون کے ظلموں کا شکوہ بھی کیا تھا- اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم کا یہ اسلوب ہے کہ بظاہر مخاطب کوئی قوم ہوتی ہے مگر اصل پیغام ان کے بعد آنے والوں کے لئے ہوتا ہے-

الاعراف آیت 131

نقص من الثمرات پھلوں وغیرہ کا نقصان تو عام ہوتا رہتا ہے لیکن بعض موقعوں پر یہ محض نشان کے طور پر آتا ہے اور فرعون کی قوم کے ساتھ ایسے ہوا تھا وہ بطور نشان کے تھا- ان وطرح طرح کے ابتلاؤں میں ڈالا گیا تاکہ شاید اب نصیحت پکڑیں- مگر ہر ابتلاء کے وقت وہ حضرت موسیٰ سے دعا کے لئے کہتے تھے اور دل میں یقین تھا کہ موسیٰ کی دعا سے یہ تقدیر ٹل جائے گی- اور واقعتاً وہ ٹل جاتی رہی اور وہ پھر انکار کر دیتے رہے- تو یہ کفر کی خصلت ہے کہ اندرونی ایمان بھی رکھتے ہیں اور کفر بھی کرتے ہیں یعنی جب خوف پیدا ہوتا ہے تو ایمان آجاتا ہے جب خوف دور ہو جاتا ہے تو کفر آجاتا ہے-

الاعراف آیت 132

یطیروا بموسیٰ پرندوں سے بدشگون لینا آہستہ آہستہ ہر اس چیز کے متعلق استعمال ہونے لگا جس سے برا شگون لیا جائے- طیر کا لفظ اصل میں پرندوں سے شروع ہوا تھا- آغاز میں اس طرح ہوا کہ کسی پرندے کے اڑنے اور خاص حرکات کی وجہ سے لوگ بدشگون لینے لگ گئے اور یہ اس وجہ سے بھی ہو سکتا ہے کہ جب موسم بدلتے ہیں تو پرندے ہوا میں بہت قلابازیاں کھاتے ہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ پرندوں کو پتہ لگ جاتا ہے کہ کچھ ہونے والا ہے اور اس کے بعد پھر برا موسم شروع ہو جاتا ہے- اس وجہ سے پرندوں کی حرکتوں کو منحوس سمجھتے تھے- اور اس کے نتیجہ میں جو بعد میں تکلیف آتی تھی اس کو پرندوں کی طرف منسوب کر دیتے تھے-

الازہری کہتے ہیں کہ عربوں کی عادت تھی کہ پرندوں کو اڑاتے اور اس کی اڑان سے فال لیتے تھے- اب یہاں طائر کا لفظ شگون کے لئے کیوں استعمال ہوتا ہے- اس کی ایک حکمت عربوں کی عادت کے طور پر بیان کی گئی ہے- پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی زبان سے لوگوں کو بتایا کہ ان پرندوں کے ذریعے فال لینا باطل ہے- چنانچہ آنحضرت ﷺ نے فال لینے کو قائم رکھا لیکن پرندوں وغیرہ کے ذریعے بدشگونی لینے کو باطل قرار دیا-

الاعراف آیت 133

حضرت موسیٰ نے بہت سے نشان دکھائے- ان نشانوں سے لوگ ڈر جاتے تھے لیکن جب وہ نشان پورے ہو جاتے تھے تو کہتے کہ تو تو جادوگر ہے اور اپنے نشانوں کے ذریعے ہم پر اپنا جادو چلا رہا ہے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بھی اسی طرح کا سلوک کیا گیا- ہر نبی کو جادوگر کہتے ہیں کیونکہ اس زمانے کے علم کے لحاظ سے ان کے معجزات ایسے ہیں جو سمجھ سے بالا ہیں تو اس لئے ان کو سارے نبیوں کے مخالفین جادو ہی کہتے ہیں- اور پھر کہتے ہیں کہ جادو تو ہم نے دیکھ لیا لیکن مومن ہم نہیں بن سکتے-

الاعراف آیت نمبر 134

حضرت موسیٰ کے زمانے میں بارشوں کی وجہ سے نچلے علاقے میں بہت بیماریاں پیدا ہوتی تھیں اور کئی قسم کے جانور بہت زور مارتے تھے' حضرت موسیٰ کے زمانے کی تاریخ ہمارے پاس محفوظ نہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی سنت ہمارے علم میں ہے- علامہ ابوعبداللہ القرطبی کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ فرعون کے جادوگروں پر غلبہ حاصل کرنے کے بعد 40 سال تک زندہ رہے- طوفان سے مراد سخت بارش سے پانی کا زیادہ ہو کر طوفان کی شکل اختیار کر لینا ہے- حضرت خلیفۃ المسیح الاول فرماتے ہیں کہ ایسے عذاب ہمیشہ نازل ہوا کرتے ہیں' ہماری عمر میں بار ہا نڈی دل آیا اور کھیت والوں کے لئے عذاب کا باعث ہوا- جب کثرت سے بارشیں ہوتی ہیں اور نشیبی زمین نمناک ہو جاتی ہے- اور مینڈک پیدا ہو جاتے ہیں- یہ سب عذاب ہیں- ان صریح نظاروں کا انکار کرنا بے عقل مندی ہے-

الاعراف آیت 135

رجز مفسرین کی باتوں سے ہمیں پتہ چل جاتا ہے کہ فرعون کی قوم پر بھی طاعون کا عذاب آیا تھا پس ان اشاروں سے مزید تصدیق ہوتی ہے کہ انبیاء کے مقابل پر جو کفار نکلتے ہیں ان پر جو بلائیں آسمان سے نازل ہوتی ہیں وہ ملتی جلتی ہیں- اور اکثر انبیاء کے مخالفین پر نازل ہوتی ہیں-

الاعراف آیت 136

حضرت موسیٰ کی ہر دعا قبول کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ان کا عذاب یقیناً ٹالا ہے اور جب تک عذاب رہا وہ دعا کرتے رہے اور جب بھی عذاب ٹلا آپ کی قوم مکمل طور پر اپنے پہلے وعدوں سے پھر گئی-

وہ خزائن جو ہزاروں سال سے مدفون تھے اب میں دیتا ہوں اگر کوئی ملے امیدوار (درثمین)

حضرت مسیح موعود کے بعض وجد آفریں غیر مطبوعہ ارشادات

جنہیں علامہ نورالدین جیسے بے مثال عارف نے قلمبند کیا

محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد مورخ احمدیت

نایاب اور تاریخی ڈائری

بانی سلسلہ احمدیہ حضرت امام الزمان کے بابرکت ہونٹوں سے نکلے ہوئے زندگی بخش اور روح پرور کلمات کی اشاعت کا اولین اور قابل فخر اعزاز حضرت شیخ یعقوب علی صاحب تراب (عرفانی) کو حاصل ہے جنہوں نے اکتوبر 1897ء میں اخبار ''الحکم'' جاری کیا اور اس میں ماموروقت کے مقدس ملفوظات کے زیب قرطاس کرنے کا خصوصی اہتمام فرمایا۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تانہ بخشد خدائے بخشندہ

سلسلہ احمدیہ کے اس پہلے اخبار کے منظر عام پر آنے سے تقریباً ساڑھے چار برس پیشتر حضرت علامہ مولانا حکیم نورالدین بھیروی مستقل ہجرت کر کے 1893ء کی پہلی سہ ماہی میں قادیان دارالامان تشریف لے آئے تھے۔ اول المبایعین بھی حضرت مولانا تھے اور اول المہاجرین بھی آپ۔ آپ کا ابتداہی سے دستور مبارک تھا کہ آپ حضرت اقدس کے دربار شام اور دوسری نمازوں کے بعد یا قبل کی مجالس علم وعرفان اور سیر کے مختلف مواقع کے ارشادات وفرمودات کو اپنی ڈائری میں اختصار اور جامعیت کے حسین امتزاج سے ریکارڈ فرمالیتے تھے۔ آپ کی یادداشتیں اگرچہ مختصر الفاظ اور چھوٹے چھوٹے فقروں سے مرصع ہیں مگر ان میں حقائق ومعارف کا سمندر پنہاں اور موجزن ہے۔

حضرت مولانا کی یہ نایاب اور بیش قیمت ڈائری پونے دوسو صفحات پر محیط ہے اور 23 مارچ 1893ء سے 25 دسمبر 1897ء تک کے پر جذب وکشش کلمات طیبات پر مشتمل ہے۔ جسے سیدنا حضرت مولانا نورالدین خلیفۃ المسیح الاول نے حضرت مرزا محمود بیگ صاحب آف پٹی کو اپنے دست مبارک سے مرحمت فرمایا تھا۔ جو انہوں نے حضرت چوہدری نعمت اللہ صاحب گوہر بی اے۔ (برادر اکبر ماسٹر علی محمد صاحب بی ٹی اور جناب عبدالرحمٰن صاحب شاکر مرحوم کے والد ماجد) کو تبرکاً دے دی تھی جب کہ یہ دونوں بزرگ ایم بی ہائی سکول گوجرہ میں تدریسی فرائض انجام دے رہے تھے۔

سیدنا نورالدین کی مایہ ناز شخصیت

یاد رہے یہ ڈائری اس بلند پایہ اور مایہ ناز علمی وروحانی شخصیت کی رقم فرمودہ ہے جسے حضرت مسیح موعود نے کتاب آئینہ کمالات اور سرالخلافہ میں نخبۃ المتکلمین، زبدۃ المولفین، فصیح اللسان اور خدام دین کے سردار وغیرہ متعدد قابل رشک خطابات والقاب سے نوازا ہے اور آپ کو آسمان حکمت کا روشن آفتاب قرار دیتے ہوئے تحریر فرمایا ہے کہ آپ کے لبوں پر حکمت جاری ہوتی ہے اور آسمانی انوار نازل ہوتے ہیں۔ پھر فرماتے ہیں کہ آپ کو میرے دل کے ساتھ عجیب تعلق ہے حتیٰ کہ میرا کلام سننے کے لئے آپ نے اپنے آبائی وطن کی یاد تک محو کر ڈالی ہے۔

دنیائے تصوف کے پینتیس

نکات معرفت

اس پس منظر میں سیدنا نورالدین خلیفۃ المسیح الاول کے قلم مبارک سے حضرت مسیح موعود کے پینتیس نکات معرفت ھدیہ قارئین ''الفضل'' کیے جاتے ہیں جو تسخیر قلوب کا ایک شاندار اور مثالی نمونہ بھی ہیں اور احباب جماعت کے لئے عرفان کے لازوال تحفہ کی حیثیت بھی رکھتے ہیں۔

مصطفیٰ پر ترا بے حد ہو سلام اور رحمت
اس سے یہ نور لیا بار خدایا ہم نے

1۔ حضرت اقدس نے ارشاد فرمایا:۔

''انسان کو اخلاص، فہم، مجاہدہ کی ضرورت ہے۔ اگر ہم سے پہلے اور زمانہ صحابہ کے بعد کسی وقت لوگوں نے (علماء نے) غلطی کی تو حرج نہیں کیونکہ فیج اعوج کا زمانہ تھا''۔ (صفحہ ب)

2۔ ''ایم اے اگر ہوں اور اللہ نہ ہو تو ہمیں کیا'' (صفحہ 2)

3۔ ''مجدد ایسے کاموں کے لئے آتا ہے جو کام دوسرے نہیں کر سکتے۔ وہ قوم کے لئے دعا ہے اور خاص دعا۔ اور کوئی بڑا کام'' (صفحہ 15)

4۔ ''بعض جگہ بڑی دقتوں سے کنوئیں کھود کر باغ اور زراعتوں کو پانی دیا جاتا ہے۔ پھر بعض جگہ کامیاب ہی نہیں ہوتے۔ یہی حالت نبوۃ، ولائت، ریاضت اور صحبت اولیاء کی ہے'' (صفحہ 16)

5۔ ''قرب الٰہی کے لئے نہایت ضروری ہے۔ اول اتباع نبی کریم کی جاوے.........دوم کبر اور کسل سے بکلی اجتناب.........سوم استقلال کے ساتھ استغفار اور درود شریف''۔ (صفحہ 19)

6۔ درود شریف اس غرض کی ترقی کے لئے پڑھا جاوے جس کے لئے سرور عالم نے فرمایا اموت ثم احیٰی ثم اموت ثم احیٰی وہ زندہ رہ کر کیا کام کرتے؟ اس کام کی تکمیل کے لئے درود شریف پڑھو یہ ہے تجدید'' (صفحہ 35-36)

7۔ ''تمام ترقیات کی غایت عرفان ہے اور وہ محبت سے پیدا ہوسکتی ہے اور حسن واحسان کے علم سے اس واسطے عرض رب زدنی علما کا ارشاد ہے اور

تمام علوم کا جامع قرآن ہے پر کمالات کا معیار فہم قرآن ہے اور بس'' (صفحہ 38)

8۔''اخلاق کا پتہ اقتدار ہو سکتا ہے عفو کرے...... معاشرہ میں ہمت و حوصلہ دکھاوے'' (صفحہ 46)

9۔''**جامعیت تو رسول خدا پر ختم ہو گئی**'' (صفحہ 46)

10۔''لوگ دنیوی محدود ترقی کو مقصود بالذات بناتے ہیں مگر اخروی غیر محدود ترقی کی پرواہ نہیں'' (صفحہ 58)

11۔''موت کو یاد رکھو۔ طول امل کو چھوڑو۔ کسل ترک کرو۔ دعا۔ درود۔ استغفار۔ تہجد۔ قرآن۔ معاشرہ کے معاملات میں نمونہ بن کر دکھاؤ''۔ (صفحہ 59)

12۔''صلی اللہ علیک یا محمد الف مرة'' (صفحہ 66)

13۔''وراثت میں لڑکیوں کے حقوق تلف کئے گئے''۔ (صفحہ 67)

14۔''اگر (دین) میں جبر ہوتا تو اس میں ہرگز دلائل نہ ہوتے''۔ (صفحہ 69)

15۔''شہوۃ صرف رغبت جماع کا نام ہی نہیں بلکہ کھانے پینے وغیرہ پر (بھی) ان کا اطلاق ہوتا ہے۔ استغفار کا مطلب ہے کہ قوی متخالفہ اعتدال پر رہیں''۔ (صفحہ 76)

16۔''زمانہ مصلح کو چاہتا ہے۔ ایک راستباز نے دعویٰ کیا ہے اور کوئی کرنے جواب دینے والا مصلح نہیں'' (صفحہ 115)

17۔''اعداء نہ ہوں تو احباء کی عزت، استقلال اور ان کے لئے اعانت و نصرۃ کا اظہار کس طرح ہو''۔ (صفحہ 126)

18۔''قرآن کریم کے ہر لفظ کے تمام وہ معانی لئے جاویں جو اصحاب لغت نے لکھے ہیں اور اس کا ایک رسالہ بنایا جاوے۔ کیونکہ قرآن کریم ذوالوجوہ ہے''۔ (صفحہ 135)

19۔''سفر وہی ہے جو عرف میں سفر ہے'' (صفحہ 137)

20۔''

بزہد و ورع کوش و صدق و وفا
ولیکن میفزاء بر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

(صفحہ 137)

21۔''دعا نہ ہو تو انسان کا سہارا صرف اسباب اور نفس پر رہ جاتا ہے''۔ (صفحہ 148)

22۔''پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات یاد کر کے درود پڑھا کرو''۔ (صفحہ 148)

23۔''مجاہدہ ضروری ہے''۔ (صفحہ 154)

24۔''قرآن مجید سے ظاہر ہوتا ہے سعی پر بڑا مدار ہے''۔ (ایضاً)

25۔''ان اولیاء کی صحبت سے ہزاروں ہزار لوگ واصل باللہ ہو گئے''۔ (ایضاً)

26۔''مٹی کا برتن ٹوٹنے سے جتنا رنج ہوتا ہے اس کا عشر عشیر بھی ارتکاب معاصی سے نہیں ہوتا''۔ (صفحہ 160)

27۔''طب ہر دل عزیزی کا بڑا موجب ہے طبیب کامیابی تک نہ پہنچے تو مت گھبراوے''۔ (صفحہ 161)

28۔''جب کوئی اللہ تعالیٰ کا بنتا ہے۔ من کان للہ کان اللہ لہ اس کی خاطر کروڑ کو تباہ کرتا ہے''۔ (صفحہ 162)

29۔''جو مکان بند رہتا ہے اس میں زہریلے جانور اور زہریلی ہوا پیدا ہو جاتی ہے ایسا ہی دل اور قوت کا حال ہے''۔ (صفحہ 167)

30۔''بادل جب کثرت سے سورج کے سامنے آ جاتے ہیں تو اندھیرا ہو جاتا ہے۔ ایسا ہی ان خیالات کا حال ہے جنہوں نے قرآن کے فہم میں ظلمت ڈال دی ہے''۔ (ایضاً)

31۔''اضطراب میں دعا قبول ہو جاتی ہے''۔ (ایضاً)

32۔''ہم کو رجوع الی اللہ پر خوشی کیوں نہ ہو'' (ایضاً)

33۔''قرآن مجید میں انبیاء اور مومنوں کے اوصاف موجود ہیں اور نجات کے لئے عملوا الصلحت ہی فرمایا ہے''۔ (صفحہ 170)

34۔''شکم پرست آخر ایمان فروش ہو جاتا ہے'' (صفحہ 171)

35۔''ولکل قوم ہاد پر فرمایا کہ ''بعض لوگ ہاد قوم سے مجدد مراد لیتے ہیں اور یہ استدلال لطیف ہے''۔ (صفحہ 173)

ملک سے مجھ کو نہیں مطلب نہ جنگوں سے ہے کام
کام میرا ہے دلوں کو فتح کرنا نے دیار
مجھ کو کیا ملکوں سے میرا ملک ہے سب سے جدا
مجھ کو کیا تاجوں سے میرا تاج ہے رضوان یار
ملک روحانی کی شاہی کی نہیں کوئی نظیر
گو بہت دنیا میں گزرے ہیں امیر و تاجدار

(درثمین)

بقیہ صفحہ ۱۹

مبارک صدی

پس ہم یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے بچوں کو جو رفعت اور بلندی نصیب ہوئی ہے وہ رسول اللہ کے دور کے سوا بچوں کو کبھی نصیب نہیں ہوئی۔ اس لئے اس پہلو سے یہ صدی بچوں کے لئے بے انتہا مبارک اور نورانی صدی ثابت ہوئی ہے۔

جیسا کہ میں نے پہلے ذکر کیا ہے بچے آج بھی بے شمار مظالم کا شکار ہیں مگر ان کی تاریک رات چھٹ رہی ہے اور جوں جوں احمدیت ترقی کرے گی اور غلبہ نصیب ہوگا بچوں کے یہ سارے دکھ درد بھی ختم ہو جائیں گے ان کا سہانا بچپن ان کو واپس مل جائے گا۔ ان کی خوشیاں ضرور واپس لوٹیں گی۔ ان کی معصوم تمنائیں ضرور پوری ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ وہ وقت جلد لائے۔

بقیہ صفحہ ۲۳

تقاریب کا وہ ایک لازمی حصہ تھے خواہ مقرر ہوں خواہ بطور شاعر ہوں یا ایک رپورٹر ہوں انہوں نے اپنے دور کی تاریخ احمدیت کا یہ حصہ نہایت جامعیت کے ساتھ محفوظ کر دیا ہے۔ ہم بعض دفعہ ان سے کہتے تھے کہ آج کل آپ تاریخ احمدیت کی مثلاً چالیسویں جلد کا مواد مہیا کر رہے ہیں۔ جس پر وہ کھلکھلا کر ہنس پڑتے۔

ان کی بشاشت سے بھرپور، دلچسپ مجالس یاد آتی رہیں گی۔ تازہ تازہ اور فوری طور پر جو باتیں قابل ذکر تھیں وہ لکھ دی ہیں۔ یہ ان کی نیک یادوں کا ایک حصہ ہے۔ مجھے امید ہے کہ ان کے دوست اور ساتھی بھی انہیں نہ صرف دعاؤں میں یاد رکھیں گے بلکہ ان کی خوبیوں کا تذکرہ بھی کرتے رہیں گے۔ الفضل پر ان کا ایک حق ہے جو یقیناً ہمیں ادا کرنا ہے۔ ان کے کئی مسودات ابھی اشاعت کے مختلف مراحل میں ہیں جو طبع ہو کر احباب کو ان کے لئے دعاؤں پر ابھارتے رہیں گے۔

مجلس انصار اللہ امریکہ کی نویں مجلس شوریٰ اور بیسویں سالانہ اجتماع کا کامیاب انعقاد

سید ساجد احمد صاحب

مجلس انصار اللہ امریکہ کی نویں مجلس شوریٰ 19 اکتوبر 2001ء کو بیت الرحمٰن سلور سپرنگ Silver Spring میری لینڈ Maryland میں منعقد ہوئی۔ 75 نمائندگان ملک کے ہر حصے سے بذریعہ کار، وین، ہوائی جہاز، تشریف لائے۔ مجلس شوریٰ کا انعقاد بعد نماز جمعہ ہوا، اور اس کی کارروائی رات گئے تک جاری رہی۔ مکرم ناصر محمود صاحب ملک صدر مجلس انصار اللہ امریکہ نے اپنے افتتاحی خطاب میں انصار کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف متوجہ کیا۔ مکرم ڈاکٹر وجیہہ باجوہ صاحب قائد عمومی مجلس انصار اللہ امریکہ نے سال گزشتہ کی شوریٰ کی تجاویز پر عمل درآمد کی رپورٹ پیش کی، مجالس کی طرف سے بھیجی گئی تجاویز اور ان میں سے شوریٰ میں غور کر لئے چنی گئی تجاویز پیش کیں۔ مکرم شیخ عبدالواحد صاحب قائد مال نے آئندہ سال کا بجٹ پیش کیا۔ چار سب کمیٹیاں بنائی گئیں جنہوں نے تجاویز پر غور کر کے اپنی رپورٹیں پیش کیں۔

سب کمیٹی کی رپورٹوں پر نمائندگان نے اپنی آراء پیش کیں۔ اس سال کی مجلس شوریٰ کا آخری اور اہم حصہ صدر مجلس کا انتخاب تھا، جو مکرم مسعود احمد صاحب ملک جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ امریکہ کی صدارت میں ہوا۔

جلسہ اور شوریٰ دونوں کے دوران میں جدید ذرائع ابلاغ اور پروجیکٹر کا بھی استعمال کیا گیا۔

بیسواں سالانہ اجتماع

مجلس انصار اللہ امریکہ کا بیسواں سالانہ اجتماع 19 تا 21 اکتوبر 2001ء کو بیت الرحمٰن سلور سپرنگ میری لینڈ (سنہری چشمہ، سرزمین مریم) میں منعقد ہوا۔ کئی سو انصار ملک کے دور ونزدیک سے اس اجتماع میں شرکت کے لئے تشریف لائے۔ افتتاحی اجلاس بعد نماز جمعہ منعقد ہوا۔ مکرم ناصر محمود صاحب ملک نے حاضرین کو خوش آمدید کہا۔ اور اجتماع کی روحانی اہمیت اور احیائے ایمان میں اس کے کردار کو اجاگر کیا۔ مولانا سید شمشاد احمد صاحب ناصر مربی سلسلہ نے اپنے اختتامی خطاب میں دینی تعلیمات کی روشنی میں انصار کی ذمہ داریوں کی وضاحت فرمائی۔ آپ نے حضرت مصلح موعود کے ایک عہد کو سب حاضرین کے ساتھ اردو میں دہرایا جس میں اراکین سے دین کی خدمت میں مالی قربانی کا وعدہ کیا گیا ہے اور اس کا انگریزی مفہوم پیش فرمایا۔

دوران اجتماع متعدد علمی مقابلے منعقد ہوئے جن میں تلاوت کلام پاک درس حدیث شریف، تیار شدہ تقاریر، فی البدیہہ تقریر، مشاہدہ و معائنہ، پیغام رسانی، اردو نظم اردو خواں انصار کے لئے اور انگریزی خواں انصار کے لئے انگریزی نظم، ایک بہت ہی دلچسپ مقابلہ معلومات عامہ کا انصار کی ٹیموں کے درمیان ہوا۔

صحت جسمانی سے متعلقہ مقابلوں میں مختلف فاصلوں کی دوڑیں، تیز چلنے، رسہ کشی، بنٹی پکڑنے، والی بال، شامل تھے۔ جن کا اختتام بہت ہی دلچسپ مقابلے سے ہوا۔ جو "نگناتی کرسیوں" کا تھا انصار کی ظرف طبع کا موجب ہوا۔

محترم شمشاد احمد صاحب ناصر مربی سلسلہ نے نئے نکاح فارم کا تعارف کروایا اور اس کے پر کرنے میں جو غلطیاں کی جاتی ہیں انہیں انصار کے سامنے لائے۔

دوران اجتماع انصار نے اپنا وقت ذکر الٰہی، پروگراموں میں شمولیت اور ایک دوسرے سے مل کر برادرانہ اخوت کے تعلقات مضبوط کرنے میں گزارا۔ ہر دن کا آغاز نماز تہجد سے ہوا۔ سب نمازیں باجماعت ادا کی جاتیں، اجلاسات تلاوت قرآن پاک سے شروع ہوتے، اور اجتماعی دعاؤں سے اختتام پذیر ہوتے۔

بیت الرحمٰن کے لنگر خانے کے منتظمین نے تینوں روز بڑی محنت اور محبت سے خورونوش کا نہایت اعلیٰ انتظام کیا۔ ناشتے ظہرانے اور عشائیے کے علاوہ مختلف اوقات پر چائے ٹھنڈے پانی اور بیکری کی اشیاء بھی مہیا کیں۔ مشرقی اور مغربی دونوں طرز کے کھانے اور پھل میسر کئے گئے۔

بذریعہ ہوائی جہاز آنے والوں کو ائیر پورٹ سے لانے اور لے جانے کا بھی عمدہ انتظام تھا۔ دوران قیام مقامی احباب نے اپنے گھر دور دراز سے آنے والے مہمانوں کی رہائش کیلئے پیش کئے۔

شوریٰ کے اجتماع کے تینوں روز موسم خوشگوار رہا۔ دن کو زیادہ گرمی نہیں ہوئی، رات کو کچھ خنکی ہو جاتی، مگر مطلع صاف رہا، اس طرح یہ شوریٰ اور اجتماع بہت ہی خوشگوار حالات میں منعقد ہوئے۔

اختتامی اجلاس میں محترم ناصر محمود صاحب ملک صدر مجلس انصار اللہ امریکہ نے سالانہ رپورٹ پیش کی۔ آپ نے جن اہم امور کا ذکر کیا۔ ان میں سے چند ایک یہاں درج کئے جاتے ہیں، پچھلے سال رجسٹرڈ حاضرین کی تعداد 184 کے مقابلے میں اس سال 251 تھی، جب کہ کل حاضرین کی تعداد کا اندازہ 350 کا ہے۔ عہدیداروں کیلئے تربیتی کلاس کا انعقاد ہوا تا کہ انہیں سالانہ پروگرام سے بخوبی متعارف کرایا جا سکے۔ تجنید کے ریکارڈ درست کرنے کی طرف خصوصی توجہ دی گئی، اور تقریباً آدھے اندراجات درست کئے گئے۔ دعوت الی اللہ تربیتی اور تعلیمی کلاسیں منعقد کی گئیں۔

مکرم امیر صاحب امریکہ کی ہدایت پر عمل کرتے ہوئے امریکی انصار کی کارروائیوں اور مطبوعات کا تذکرہ امریکہ سے باہر کے احمدی اخبارات و رسائل میں ہوا۔ آمدنی کا بجٹ 200,000 ڈالر کے قریب پہنچ گیا ہے۔ امریکہ میں انصار ہال کی تعمیر کے لئے 340,000 ڈالر کے وعدے لئے جا چکے ہیں۔ 5 علاقائی اجتماع اور 8 مقامی اجتماع نیشنل اجتماع کے علاوہ منعقد ہوئے، سپینش زبان میں بیعت فارم، ایک عزیز کے نام خط مصنفہ سر محمد ظفر اللہ خان مرحوم کا انگریزی ترجمہ، شرائط بیعت انگریزی میں مجلس انصار اللہ امریکہ کی امسال کی تازہ مطبوعات ہیں۔ شعبہ ترسیل نے 2236 کتب سیل کیں، مجلس نے MTA کی

16 ڈشیں اور ریسیور آدھی قیمت پر مستحقین میں تقسیم کئے۔ شعبہ صحت جسمانی نے 7 ہومیوپیتھی کٹس مجالس میں تقسیم کے لئے تیار کیں۔ شعبہ خدمت خلق، ایثار کے زیر انتظام امریکہ کے ایک شہر ملواکی میں غربا کو کھانا مہیا کرنے کے لئے ایک مرکز قائم کیا۔ الیگز انڈر ذوئی کے قائم کردہ شہر زائن (صیحون) میں Taste of Culture تقریب اور بیت احمدیہ میں Open House (تعارفی تقریب) کے انتظام میں انصار نے مدد دی۔ سال گزشتہ مجالس سے آنے والی رپورٹوں کی تعداد دگنی ہوئی۔

مکرم منیر حمید صاحب نائب امیر اور مکرم مسعود احمد صاحب ملک جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ امریکہ نے انعامات تقسیم کئے۔ ناسازی طبع کے باعث مکرم ایم ایم احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ امریکہ اجتماع میں تشریف نہ لاسکے۔ مکرم مسعود احمد ملک صاحب جنرل سیکرٹری جماعت امریکہ نے اختتامی خطاب سے نوازا۔ انہوں نے انصار کو نصیحت کی کہ وہ واپس جاکر نہ آنے والوں کو اجتماع کی برکات وفوائد سے آگاہ کریں تاکہ اگلے سال حاضری اس سال سے بھی بڑھ جائے۔ انہوں نے محترم مرزا مظفر احمد صاحب کی عمدہ صفات کا ذکر کیا اور ان کے لئے دعا کی درخواست کی۔ انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہمیشہ سے دعوت الی اللہ کی طرف توجہ کا ذکر کیا اور اس سلسلہ میں انصار کو ان کی اہم ذمہ داری کی طرف توجہ دلائی اور یہ کہ موجودہ حالات نے جو قیمتی موقع دعوت الی اللہ کا پیدا کیا ہے اس سے کما حقہ، فائدہ اٹھانا ہماری قطعی ذمہ داری ہے۔ نیز انہوں نے بچوں کی تربیت اور اس کے ذرائع کا ذکر کیا اور مال اور وقت کی قربانی کی اہمیت واضح کی۔ مکرم منیر حمید صاحب نے اختتامی دعا کروائی۔

حسب سابق، اعلیٰ کارکردگی پر ملک بھر میں اول آنے والی مجلس ریسرچ ٹرائی اینگل کو علم انعامی دیا گیا۔ دوران اجتماع دعوت الی اللہ کی اور تربیتی ورکشاپس بھی منعقد ہوئیں۔ مکرم سید شمشاد احمد صاحب ناصر اور مکرم مختار احمد صاحب چیمہ نے حاضرین کو اپنی قیمتی آراء سے مستفیض فرمایا۔

محترم راجہ نصیر احمد صاحب ناظر اصلاح وارشاد

قرآن خدا نما ہے خدا کا کلام ہے

قرآن کریم کے منجانب اللہ ہونے کی ایک زبردست دلیل

قرآن کریم کے خدا تعالیٰ کی طرف سے ہونے کے متعلق ایک زبردست دلیل یہ ہے کہ یہ بات متفق علیہ ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم امی تھے۔ متعصب مخالفین اسلام بھی اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم قطعاً پڑھنا لکھنا نہ جانتے تھے۔

اس بات کو ذہن میں رکھتے ہوئے اب اس طرف آیئے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جب قرآن نازل ہوتا تو آپ کاتبان وحی کو بلا کر اسی وقت لکھوا دیتے اور دوسرے صحابہ کرام کو بھی سکھا دیتے اور یہ عمل برابر 23 سال تک جاری رہا۔

اب جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ اس سارے عرصہ میں کبھی ایک بار بھی ایسا نہیں ہوا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وحی لکھوا دینے کے بعد اور صحابہؓ کو سنا دینے کے بعد یہ فرمایا ہو کہ فلاں آیت کاٹ دو یا فلاں حصہ حذف کر دو یا فلاں آیت کی جگہ فلاں آیت لکھ دو۔ یا فلاں لفظ بدل دو۔ کوئی ایک روایت بھی ایسی نہیں ملتی جس میں یہ ذکر ہو کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لب مبارک سے قرآنی وحی کے الفاظ کے نکلنے کے بعد ان میں کسی قسم کی کمی بیشی یا تبدیلی کا ارشاد فرمایا ہو۔ حتیٰ کہ کوئی ضعیف حدیث بھی ایسی نہیں ملتی جس میں کوئی ایسا ذکر موجود ہو۔ اب اس ذکر سے یہ ثابت کرنا مقصود ہے کہ اس حجم کی کتاب دنیا کا کوئی بڑے سے بڑا عالم بھی لکھے بلکہ اس سے نصف حجم بھی تب بھی ناممکن ہے کہ وہ بغیر کانٹ چھانٹ کے اور الفاظ اور فقرات کو آگے پیچھے کئے بغیر لکھ سکے۔ بلکہ چند صفحات کا مضمون بھی لکھنا اس کے بغیر مشکل ہے۔

اگر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم لکھنا پڑھنا جانتے ہوتے تو یہ وہم ہو سکتا تھا کہ رات کو مضمون لکھ لیتے تھے اور صبح لکھوا دیتے تھے۔ لیکن اس وہم کا ازالہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے امی ہونے نے کر دیا۔

اس سے یہ بات روز روشن کی طرح ثابت ہوگئی کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ لکھواتے تھے وہ خدا تعالیٰ کی وحی تھی کیونکہ کسی عالم سے عالم انسان کے لئے بھی یہ ممکن نہیں کہ وہ اتنی ضخیم کتاب میں جو الفاظ ایک دفعہ لکھ دے اس میں قیامت تک کوئی تبدیلی نہ ہو۔

اس مضمون میں جو یہ ذکر کیا گیا ہے کہ کوئی ایسی روایت نہیں ملتی جس میں یہ ذکر ہو کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآنی وحی میں کسی قسم کے رد و بدل کے لئے ارشاد فرمایا ہو۔ اس دلیل کو خود قرآن کریم میں بھی پیش کیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ تو کہہ دے مجھے یہ اختیار نہیں ہے کہ اس قرآنی وحی میں کسی قسم کی تبدیلی اپنی طرف سے کروں۔

بعض ایسی روایات کا اس سے تعلق نہیں کہ کسی صحابی نے کہا کہ وہ کوئی آیت پہلے پڑھتے تھے اب وہ نہیں پڑھتے وغیرہ۔

اس سلسلہ میں صرف یہ بات قابل غور ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ وحی قرآن کے الفاظ بیان فرما دینے کے بعد اس میں کبھی کسی قسم کی تبدیلی کا ارشاد نہیں فرمایا۔

ایسی بات کسی ضعیف روایت میں بھی نہیں ہے۔

دوسرے لوگ کیا کہتے ہیں اس کا مندرجہ بالا مضمون سے تعلق نہیں ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی

لجنہ سے ملاقات

سوال: جب کوئی دعویٰ کرتا ہے کہ وہ نبی ہے ہمیں کیسے پتہ چلتا ہے کہ وہ سچا نبی ہے؟

جواب: جو دعویٰ کرتا ہے اس کی ذمہ داری ہے وہ ثبوت بھی پیش کرے اب تم ٹیلی ویژن میں دیکھتی ہو کوئی پولیس والا کہیں جاتا ہے تو IDENTITY CARD یوں نکال کر ہاتھ میں دکھاتا ہے اسی طرح جو دعویٰ کرنے والے ہیں ان کی کوئی نشانیاں پہلے نبی نے بیان کی ہوتی ہیں۔ وہ ان نشانیوں کو قوم کے سامنے پہلے رکھتا ہے یہ دیکھو میرے CREDENTIAL اور وہ پوری ہوتی ہیں پھر جب وہ خدا کے نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے تو اس کی پیشگوئیاں بھی ٹھیک نکلتی ہیں۔ وہ جو آئندہ کی خبریں بتاتا ہے وہ ٹھیک نکلتی ہیں جتنے لمبے عرصہ کے لئے خبریں ٹھیک ہوتی رہیں۔ اس سب زمانے کے لئے ثابت ہو جاتا ہے کہ یہ خدا کا نبی تھا۔

سوال: حضور احمدی لڑکیوں یا عورتوں کو موٹر سائیکل چلانے کی اجازت ہے یا نہیں؟

جواب: سر پہ خول پہن کے عینک بھی پہنو گی برقعہ بھی پہنو گی برقعہ اوڑھ کے تو موٹر سائیکل پھنس جائے گا۔ وہی حال نہ ہو جائے جو ہمارے محمد احمد صاحب کا ہوا تھا۔ نواب محمد احمد خان صاحب ہماری بڑی پھوپھی جان کے بیٹے تھے۔ ان کا جہاں کارخانہ ہوتا تھا وہاں سے وہ موٹر سائیکل پہ بیٹھ کر گھر آئے۔ گھر آئے تو ان کی بیگم نے پوچھا آپ کے صرف بازو ہیں باقی اچکن کہاں چلی گئی۔ انہوں نے کہا اصل میں ہوا بہت تیز چل رہی تھی۔ پیچھے کو دھکیل رہی تھی۔ وہ اچکن پھنسی ہوئی تھی وہ سمجھے ہوا چل رہی ہے اچکن پھنس کے پیچھے کو دھکیل رہی تھی کہا بڑی مشکل سے پہنچا ہوں۔ تمہارے برقعے کے ساتھ بھی ایسا ہی ہو گا۔ اس لئے توبہ کرو اور موٹر سائیکل کے حادثے بڑے خطرناک ہوتے ہیں کار کے حادثے اتنے خطرناک نہیں ہوتے۔ جتنے موٹر سائیکل کے ہوتے ہیں زیادہ Fatality موٹر سائیکل کے حادثوں کی ہے۔

سوال: حضور حضرت آدم علیہ السلام کا کونسا مذہب تھا؟

جواب: ان کا اپنا مذہب تھا۔ آدم کے مذہب کی چار خصوصیات قرآن کریم نے پیش کی ہوئی ہیں۔ چار بنیادی باتیں جو آجکل کیمونزم کا دعویٰ ہے وہ سب سے پہلے حضرت آدم نے پیش کی تھیں انہوں نے کہا تھا کہ کوئی شخص بھوکا نہیں مرے گا۔ پیاسے نہیں رہے گا کوئی شخص بغیر چھت کے نہیں رہے گا نہ اور کوئی ننگا رہے گا۔ قرآن کریم میں چار ان کی تعلیم کی باتیں لکھی ہوئی ہیں یہ بنیادی باتیں تھیں۔ ہر نبی کی تعلیم میں یہ بنیادی باتیں جاری رہتی ہیں

سوال: چھوٹے بچوں کو سات سال کی عمر سے پہلے سختی کرنا جائز نہیں ہے سات سال کی عمر کے بعد اگر بچہ نماز نہ پڑھے تو کس قسم کی سختی کرنا مناسب ہے؟

جواب: معمولی ڈانٹ ڈپٹ تھوڑی سی۔ زیادہ نہیں کرنی معمولی سختی کرنی ہے۔ نماز کے اندر سختی بارہ سال کے بعد تو بالکل ختم ہو جاتی ہے جب وہ بالغ ہو جائے پھر اس پہ کوئی سختی نہیں کرنی چاہئے اگر پیار سے سمجھاؤ تو کافی بچے سات سال سے پہلے ہی شروع ہو جاتے ہیں انہیں ساتھ نماز پڑھنے کا شوق ہوتا ہے۔ ضروری ہے کہ ماں باپ خود بھی تو نماز پڑھتے ہوں گھر میں نماز پڑھتے دیکھیں گے تو بچے ضرور نماز پڑھتے ہیں۔

سوال: حضرت گورو بابا نانک صاحب اگر مسلمان تھے تو سکھوں نے انہیں کیسے اپنا گورو بنالیا؟

جواب: ہمارے نزدیک حضرت گورو بابا نانک صاحب مسلمان تھے اور ان کے پیر بھی مسلمان تھے۔ ان کے ماننے والوں میں ایک بڑی تعداد مسلمانوں کی تھی۔ لیکن وہ چونکہ ہندوؤں میں سے آئے ہوئے تھے انہوں نے ہندوؤں میں بھی توحید کی بہت تبلیغ کی۔ دو گروپ بن گئے تھے ایک جو مشرکوں میں سے مسلمان ہوئے تھے اور ایک جو پہلے سے ہی مسلمان تھے جو مسلمان تھے وہ تو پوری طرح مسلمان عقیدوں پہ قائم رہے جو ہندوؤں سے سکھ بنے تھے وہ اپنے مشرکانہ عقیدے کو ساتھ لے آئے اور انہوں نے اپنا الگ جتھا بنالیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ جب حضرت گورو بابا نانک صاحب نے وفات پائی تو دوسرا حصہ سکھوں والا جو تھا اس نے کہہ دیا ہم تو ان کو جلائیں گے اب یہ ہندو مذہب سے بات آئی ہوئی تھی کہ ان کو جلائیں گے حالانکہ حضرت گورو بابا نانک کی تعلیم میں کہیں مردے جلانے کی تعلیم نہیں ہے ایک ان کے مسلمان شاگرد تھے وہ ہوشیار تھے انہوں نے بڑے جھگڑے کے بعد کہا کہ اچھا یوں کرتے ہیں صبح تک ان کو پڑا رہنے دو صبح آکر فیصلہ کریں گے۔ انہوں نے راتوں رات ان کی لاش اٹھا کے ایک جگہ دفنا دی۔ جب صبح پہنچے تو کوئی بھی وہاں نہیں تھا۔ سکھوں نے یہ عقیدہ بنالیا کہ بابا صاحب کی لاش آسمان پہ چلی گئی ہے اب تک یہی ان کا خیال ہے سارے دوسرے مذاہب زندہ آدمیوں کے اوپر جانے کی بات کرتے ہیں صرف دنیا میں ایک مذہب سکھ ہے جو کہتا ہے کہ ہمارا مردہ اوپر چلا گیا۔

گورو بابا نانک صاحب بہر حال وہ قطعی طور پر مسلمانوں میں ایک بہت بڑے ولی تھے اور حضرت مسیح موعود نے ان کی ولایت کے اوپر بہت لمبی نظم بھی لکھی ہے۔اس نظم کا عنوان ہے۔

یہی پاک چولہ ہے سکھوں کا تاج
یہی کابلی مل کے گھر میں ہے آج

یہ چولہ میں نے بھی وہاں جاکر دیکھا ہوا ہے اور کابلی مل انہی کی اولاد میں سے تھے یہ جو مشہور سکھ شاعر ہیں مہندر سنگھ بیدی وہ بیدی انہی کی اولاد میں سے ہیں اور وہ جو دوسرے لکھنے والے ادیب ہیں وہ بھی انہی کی اولاد میں سے ہیں۔

سوال: حضور لوگ کہتے ہیں کہ جمعہ کے دن سورۃ کہف پڑھنی چاہئے حضور اس سورۃ کے پڑھنے کی کیا وجہ ہے؟

جواب: اس کی وجہ یہ ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا تھا کہ سورہ کہف کی پہلی دس آیتوں میں اور آخری دس آیتوں میں دجال کی نشانیاں لکھی ہوئی ہیں تو جو پہلی دس آیات میں ان میں دجال کی نشانیاں اس طرح ملتی ہیں کہ انہوں نے خدا کا بیٹا بنا لیا اور جھوٹ بولا اور یہ ساری باتیں عیسائیوں کی نشانیاں ہیں اور آخری آیات میں یہ ہے کہ وہ بڑی ترقی کریں گے۔دنیا میں بے حد ترقی کریں گے مگر دین سے خالی ہوں گے جو چیزیں بنائیں گے وہ اتنی اچھی چیزیں بنائیں گے کہ اس پہ ان کا تکبر پیدا ہو جائے گا اور وہ یہ دعویٰ کریں گے کہ ہماری خدا سے کوئی ملاقات نہیں ہونی اس دنیا میں ہی جو چیزیں ہم بنا رہے ہیں یہ بہت اچھی ہیں۔اس کے بعد پھر آخری حصہ میں یہ ہے کہ اگر سمندر بھی سیاہی بن جائیں تو خدا کے کلمات ختم نہیں ہو سکتے۔خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا خدا تعالیٰ کے کلمات کی بات کرتے ہو ہر چیز خدا کا کلمہ ہے یہ جو ہم ہے کہ کلمے سے چیزیں پیدا ہوئیں ہر چیز خدا کے کلام سے پیدا ہوئی ہے۔اور آخر پر جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو توحید پیش کی اس کا ذکر ہے یہ وجہ ہے جو تم نے کہیں پڑھا ہے کہ سورۃ کہف کی تلاوت کرنی چاہئے مگر ساری ضروری نہیں بہت لمبی سورت ہے اسلئے میں تو اپنے لئے پہلی اور آخری آیات چنتا ہوں دن ایک کی تلاوت کرلی جمعے والے دن اور ہفتے کو دوسرے حصے کی کرلی۔

سوال: ایک سکیم شروع ہوئی ہے داعی الی اللہ کے لئے کہ سب پندرہ پندرہ بیعتیں کرنے کا وعدہ کریں اور کروائیں اس سال میری بھی بہت نیت ہے اس میں شامل ہونے کی کیا وعدہ کرتے وقت پندرہ لوگ ذہن میں ہونے چاہئیں مجھے فکر ہے میں وعدہ کرلوں گی اور میں پورا نہیں کر سکوں گی حضور مجھے کیا کرنا چاہئے؟

جواب: اتنا ہی وعدہ کرو جتنا پورا کرنے کی ہمت ہو ہمت سے زیادہ وعدہ نہیں کرنا چاہے اور اس کے ساتھ پھر دعا کرو گی تو اللہ تعالیٰ ہمت بڑھا دے گا اگر نیک نیتی سے وعدہ کیا ہو دعا کرتے رہو تو اکثر میں نے دیکھا ہے وعدے سے زیادہ کی توفیق مل جاتی ہے اگر یونہی وعدہ کیا ہو تو جتنا وعدہ کیا ہو وہ پورا ہی نہیں ہوتا چندوں میں بھی ہم نے یہی دیکھا ہے جو خواہ مخواہ بڑھ بڑھ کر دعوے کرتے ہیں ان کو کوئی توفیق نہیں ملتی جو احتیاط کم لکھوا دیتے ہیں پھر ان کو توفیق مل جاتی ہے وہ بھی دے دیتے ہیں اس کے علاوہ بھی دے دیتے ہیں ٹھیک ہے۔

سوال: حضور آپ کا نام کس نے رکھا تھا اور اس کا کیا مطلب ہے؟

جواب: میرا نام طاہر ہے ابا جان نے ہی رکھا تھا۔اور اس کا مطلب ہے پاک طاہر رسول اللہؐ کے ایک بیٹے کا نام تھا اس لئے غالباً اسی کے نام پر رکھا تھا۔

سوال: لوائے احمدیت جو رفقاء حضرت مسیح موعود نے اپنے ہاتھ سے بنایا تھا وہ اس وقت کہاں ہے؟

جواب: وہ ہمارے پاس موجود ہے ربوہ میں آج تک اللہ کے فضل سے اس کو تہ کرکے احتیاط سے رکھا ہوا ہے۔کیوں تم نے دیکھا نہیں ہوا ہے؟ یہاں بھی آیا تھا ایک دفعہ میرا خیال ہے۔مگر اس کو زیادہ ہم پھرا نہیں سکتے احتیاط سے رکھ رہے ہیں کیونکہ رفقاء کے ہاتھ کا بیج بویا ہوا ہے رفقاء کے ہاتھ کی Cotton بنائی ہوئی تھی پھر اس کو پانی دینے والے اس کی نگہداشت کرنے والے سارے رفقاء تھے۔پھر رفقاء کی بیویوں نے جو خود خواتین رفقاء تھیں انہوں نے چرخہ کاتا ہوا ہے۔اور اپنے ہاتھ سے وہ کپڑا بنا پھر بننے والے بھی رفقاء تھے۔شروع سے آخر تک سارا کام رفقاء نے کیا ہوا ہے۔رنگ بھی رفقاء نے اس کو دیا ہے بہت قیمتی چیز ہے جو ایک یادگار ہے وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارے مرکز میں موجود ہے۔

بقیہ صفحہ ۲۴

نہیں تو اسے فکر کرنی چاہئے اور اللہ تعالیٰ سے رو رو کر دعائیں مانگنی چاہئیں کہ وہ ایمان صحیح عطا فرماوے۔

(حقائق الفرقان جلد 1 صفحہ 101)

سچے علوم کا مخزن قرآن شریف ہے

حضرت مولانا نور الدین خلیفۃ المسیح الاول فرماتے ہیں:۔

پہلا الہام جو ہمارے سید و مولیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوا وہ بھی اقرء باسم ربک ہی تھا اور پھر رب زدنی علما (طٰہٰ 115) کی دعا تعلیم ہوتی ہے۔اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ علم کی کس قدر ضرورت ہے۔ سچے علوم کا مخزن قرآن شریف ہے۔تو دوسرے لفظوں میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ قرآن شریف کے پڑھنے اور سمجھ کر پڑھنے اور عمل کے واسطے پڑھنے کی بہت بڑی ضرورت ہے اور یہ حاصل ہوتا ہے تقویٰ اللہ سے، مامور من اللہ کی پاک صحبت میں رہ کر۔یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو اپنی سلامتی، صدق نیت، شفقت علیٰ خلق اللہ، غایت البعد عن الاغنیاء، آسمانی، جودت طبع، سادگی، دور بینی کی صفات سے فائدہ پہنچاتے ہیں۔

(حقائق الفرقان جلد 3 ص 108)

جو علمی ترقی چاہتا ہے اس کو چاہئے کہ قرآن شریف کو غور سے پڑھے۔جہاں سمجھ میں نہ آئے دریافت کرے اور اگر بعض معارف سمجھ نہ سکے تو دوسروں سے دریافت کرکے فائدہ پہنچائے۔

(الحکم 17 جولائی 1903ء)

سائنسی ترقیات کا دور مگر بے پناہ مظالم کے نئے ریکارڈ بھی قائم ہوئے

بیسویں صدی اور بچے - بلندیوں اور پستیوں کی کہانی

خدا کی رحمت نے بچوں کے لئے روحانی رفعتوں کے نئے دروازے کھولے

عبدالسمیع خان

بیسویں صدی بلندیوں اور پستیوں کی ایک عجیب کہانی ہے- ایک طرف تو انسان نے اس دور میں قدرت کے راز پائے- کائنات کی گرہیں کھولیں- سائنسی ترقیات کے ذریعہ سمندر کی تہوں اور فضا کی بلندیوں تک جا پہنچا- انسانیت سمٹ کر چند منٹوں کے فاصلہ پر آ گئی- کل دنیا ایک عالمی گاؤں بن گیا- اس قدر تیز رفتاری سے دنیا کو بدلتے ہوئے پہلے اس زمین اور آسمان نے نہیں دیکھا تھا-

مگر دوسری طرف انسان اخلاقی اور روحانی لحاظ سے گرتے گرتے گہرائی کی آخری حدود کو چھونے لگا- خدا کو بھول بیٹھا- خود کو خدائی کے مقام پر کھڑا کر لیا- حرص اور حسد اور نفرت کے سارے مرحلے طے کر لئے-

انسانیت کی اسی کہانی کا ایک کردار اس صدی کے بچے بھی ہیں- ان کے ساتھ بھی یہی واقعات پیش آئے- ان کے لئے فوائد اور سہولتوں کے کتنے ہی دروازے کھل گئے- مگر ان کے ساتھ ہونے والے مظالم نے بھی نئے ریکارڈ قائم کئے-

آیئے پہلے صرف دو تین شعبوں میں بچوں کے لئے سہولتوں اور آسانیوں کا جائزہ لیتے ہیں-

طبی سہولیات

بے شمار بچے پیدائش کے ساتھ ہی فوت ہو جاتے تھے- یا بچپن کی عمر سے ہی موذی بیماریوں کا شکار ہو کر ساری عمر معذوری اور تکلیف میں گزارتے تھے- اس صدی کی سائنسی اور طبی ترقی نے بچوں کو بہت سی اذیتوں سے نجات دلا دی ہے- جس سے نہ صرف بچوں کی شرح اموات میں کمی ہوئی ہے بلکہ چھ خطرناک بیماریوں کے خلاف حفاظتی ٹیکوں کا سلسلہ شروع کیا گیا جس سے لاکھوں بچے صحت مند زندگی گزارنے کے قابل ہو گئے- اور انسان کی اوسط عمر میں بہت اضافہ ہو گیا ہے-

تعلیمی انقلاب

تعلیم اس صدی میں نئے دور میں داخل ہوئی- فطری اور نفسیاتی اصولوں کے مطابق چھوٹی عمر سے ہی بچوں کو علم سکھانے کے نئے اور آسان طریق ایجاد کئے گئے جن سے بچے زیادہ بوجھ ڈالے بغیر دنیا جہان کی معلومات سمیٹ سکتے ہیں- مغربی دنیا میں اس بارہ میں بے حد کام ہوا ہے اور آج کا ایک بچہ کمپیوٹر اور انٹرنیٹ کے ذریعہ عالمی رابطے کر سکتا ہے- سکول اور کالج کثرت سے کھل گئے- بچوں کی کتب کثرت سے منظر عام پر آئیں- ریڈیو اور ٹیلی ویژن نے ان کے ذہنی معیار کو اونچا کر دیا ہے اور وہ بڑے بڑے کام کرنے کے قابل ہو گئے ہیں-

معذور بچوں کے لئے بھی شعور بیدار ہوا- گونگے، اندھے، بہرے بچے بھی تعلیم حاصل کرتے اور معاشرے کا مفید وجود بنتے ہیں-

عمومی حقوق

قرآن اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بچوں کو جس شفقت اور محبت سے نوازا تھا اس کا ذکر کئے بغیر یورپی علماء کے ذریعہ بچوں کے حقوق کا تعین کیا گیا- اقوام متحدہ کے ذریعہ ان کو عالمی طور پر منوایا گیا- ان کے لئے عالمی طور پر دن منایا جاتا اور اس عہد نامے کو یاد کروایا جاتا ہے بچوں کے ساتھ کئے جانے والے مظالم کا نوٹس لیا جاتا ہے-

مگر یاد رہے کہ بچوں کو حاصل ہونے والے تمام فوائد کا ایک بہت بڑا حصہ صرف مغربی اقوام کے بچوں کو نصیب ہے- ترقی پذیر اور پسماندہ ملکوں کے بچے ان سے محروم ہیں-

دوسرا رخ

یہ تو چند مثبت پہلو ہیں جو خوشی اور مسرت پیدا کرتے ہیں مگر منفی پہلو بھی کم نہیں- اخلاقی لحاظ سے عاری اس دنیا نے ہر طبقہ کو دکھوں سے دوچار کر دیا- اور اس لحاظ سے یہ صدی بچوں کے لئے دکھوں اور مظالم سے بھری ہوئی نظر آتی ہے اس کی چند مثالیں ملاحظہ ہوں-

بچوں سے جبری مشقت

1989ء میں بھارت میں ایک کروڑ بچوں سے جبری مشقت لی جا رہی تھی-

(جنگ 3- اگست 89ء)

جو 2000ء میں بڑھ کر 11 کروڑ ہو گئی-

(خبریں 5 فروری 2001ء)

رپورٹ کے مطابق سوا کروڑ پاکستانی بچے جبری مشقت کا شکار ہیں-

(خبریں 5 فروری 2001ء)

ایشیا میں ڈیڑھ کروڑ بچے مغربی ممالک کے لئے اشیا تیار کرتے ہیں اور انتہائی خراب حالات میں کام کرتے ہیں- ان بچوں کو مالکان سلاخوں سے داغتے ہیں بھوکا رکھتے ہیں اور کوڑے مارتے ہیں- ان وجوہ سے بچے بیماریوں کا شکار ہو جاتے ہیں- اور اسہال اور خسرہ سے سال کے دوران سوا کروڑ بچے مر جاتے ہیں-

(جنگ 5 فروری 2001ء)

بچوں کی خودکشی

امریکہ میں معاشرتی عدم اطمینان کے نتیجہ میں بچوں پر بہت برا اثر پڑا اور والدین نے نافرمان بچوں کو ہسپتالوں میں داخل کرانا شروع کر دیا- 1980ء میں 82000 بچے داخل کرائے گئے اور 1986ء میں

112,000 بچے داخل کرائے گئے۔ تعداد میں اضافہ کے پیش نظر پرائیویٹ ہسپتال کھولنے پڑے۔

(الفضل 16 ستمبر 89ء)

امریکہ میں ہر سال 4 لاکھ نوعمر بچے حالات سے دلبرداشتہ ہو کر خودکشی کرتے رہے۔

(ضمیمہ ماہنامہ انصاراللہ اگست 88ء)

ورجینیا میں ایک شخص نے سات سالہ بیٹی کو دو روز کتے کے ڈبے میں بند رکھا۔

(نوائے وقت 3 فروری 2001ء)

عالمی ادارہ صحت کے مطابق دنیا میں 6 کروڑ بچے آوارگی کی زندگی بسر کرنے پر مجبور تھے ان میں سے 50 لاکھ بچے بالکل بے سہارا تھے۔

(جنگ 23 اپریل 89ء)

2000ء میں پاکستان میں جنوری سے ستمبر تک 56 لڑکوں اور 55 لڑکیوں نے خودکشی کی۔

(جنگ 5 فروری 2001ء)

بچوں کا اغوا

دنیا میں ہر سال 10 لاکھ بچوں کو اغوا کیا جاتا رہا اور پھر انہیں بدکاری پر مجبور کیا گیا۔

(نوائے وقت 3 اگست 89ء)

بھارت کے صوبہ بہار میں ایک عورت نے 20 روپے کے عوض اپنے دو بچے غربت کی وجہ سے فروخت کر دیئے۔ (جنگ میگزین 30 دسمبر 89ء)

بعض عرب ریاستوں میں اونٹوں کی دوڑ میں شامل کرنے کے لئے کمسن بچوں کی سمگلنگ کا سلسلہ جاری ہے۔

بیسویں صدی کا ایک مظلوم بچہ

محمد اختر 1948ء میں لاہور کے پاگل خانے میں پیدا ہوا کیونکہ اس کی ماں ذہنی طور پر معذور تھی اور پاگل خانہ میں بند تھی۔ محمد اختر کو جنم دینے کے بعد اس کی ماں انتقال کر گئی۔ محمد اختر وہیں بڑا ہوتا رہا وہ ذہنی اور جسمانی طور پر مکمل تندرست تھا مگر 40 سال تک پاگل خانہ میں بند رہا۔ اور 1988ء میں ایک غیر سرکاری تنظیم کی کوشش سے اسے رہائی ملی۔

(جنگ 23 جنوری 1988ء)

خدا کی رحمت

روحانی لحاظ سے یہی وہ تاریک دور تھا جس میں اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں آئی اور اس نے حضرت مسیح موعود کو کل عالم کی فلاح و بہبود کے لئے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں مبعوث فرمایا۔ آپ کی برکات سے عالم اطفال نے بھی بھرپور استفادہ کیا اور بچوں کی دنیا میں نئی بہار آ گئی۔

نئی روحانی دنیا

وہ انسان جس کے نزدیک خدا کا کلام بند ہو چکا تھا حضرت مسیح موعود کی برکت سے وہ خدا بچوں سے ہم کلام ہونا شروع ہو گیا۔ بچوں کو سچے رویا و کشوف اور الہام ہونے لگے۔ بچوں میں حضور نے دعاؤں کا وہ ذوق وشوق پیدا کیا کہ خدا سے ان کا دوستانہ تعلق قائم ہو گیا۔

ایک مثالی بچہ

ان میں سے بڑی مثال حضرت صاحبزادہ مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب کی ہے جو بعد میں خلیفۃ المسیح الثانی اور مصلح موعود کے منصب پر فائز ہوئے۔ آپ وہ پسر موعود تھے جو مسیح موعود کی دعاؤں کا نتیجہ تھے۔ اور اس صدی میں بچوں پر نازل ہونے والے افضال الٰہی کا عظیم الشان نمونہ تھے۔ آپ 1889ء میں پیدا ہوئے اور 1901ء میں آپ کی عمر 12 سال کی تھی۔

آپ نے 1900ء میں خدا تعالیٰ پر پختہ ایمان حاصل کیا اور اسی وقت نماز پر دوام کا عہد کیا اور ہمیشہ اس پر کاربند رہے۔

(الحکم 28 دسمبر 1939ء)

اسی عمر میں حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے آپ کو نماز میں حضرت مسیح موعود کے ساتھ کھڑے ہو کر روتے ہوئے دیکھا۔

(الفضل 20 جنوری 28ء)

1897ء میں آپ کی خواہش پر قادیان کے احمدی نوجوانوں کی ایک انجمن ہمدردان دین قائم ہوئی۔ اور 1899ء میں آپ اس کے صدر منتخب ہوئے۔ 1900ء میں آپ نے انجمن تشحیذ الاذہان قائم فرمائی۔

1903ء میں آپ نے شعر کہنے شروع کئے اور 15 برس کی عمر میں آپ کو پہلا الہام ہوا کہ تیرے متبع تیرے منکروں پر ہمیشہ غالب رہیں گے۔ اور یہ خواب تو بچپن میں بار بار دیکھی کہ میں ایک فوج کے ساتھ سمندروں سے آگے جا کر دشمن کا مقابلہ کر رہا ہوں۔

دیگر خوش نصیب بچے

اس موعود وجود کے علاوہ حضرت مسیح موعود کو خدا تعالیٰ نے اور بھی مبشر اولاد عطا فرمائی۔ اور ہر ایک کو بچپن سے نوروں سے معمور کر دیا۔ دوسرے بیٹے کو الہاماً .... چاند اور تیسرے کو بادشاہ قرار دیا۔ ایک بیٹی کو نواب اور دوسری کو دخت کرام کا خطاب دیا۔

روحانی فوج

ان عظیم الشان بچوں کی رہنمائی میں احمدی بچوں کی وہ عظیم الشان روحانی فوج تیار ہوئی جنہوں نے بڑے ہو کر دنیا بدل ڈالی۔ ان میں سے بے شمار واقفین زندگی، مربیان سلسلہ، اولیاء اللہ، مفکر، مصنف، شاعر، منتظم، مقرر، علماء پیدا ہوئے۔ وہ رفیع الشان بچے بھی ہوئے جن کو خدا نے خلافت ثالثہ اور خلافت رابعہ کے منصب عطا فرمائے۔ اور ان کی تربیت کے ذریعہ روحانی انوار کا سلسلہ بدستور جاری ہے۔

منفرد تنظیمیں

اس دور میں احمدی بچوں کی وہ منفرد تنظیمیں اطفال الاحمدیہ اور ناصرات الاحمدیہ قائم ہوئیں جن کی دنیا میں ماضی اور حال میں کوئی مثال نہیں ملتی۔

ان تنظیموں نے بچوں میں خدمت دین کے بے پناہ جذبے پیدا کئے۔ ان کو خدا کی راہ میں قربانی کے سلیقے سکھائے خدا کے حضور رونا سکھایا۔ خدا کے لئے اپنا مال پیش کرنا سکھایا۔ اعلیٰ اخلاق سکھائے۔ علم و عرفان کی راہیں بتائیں۔ مشکلات پر صبر کرنا سکھایا ہمدردی اور اخوت کی تعلیم دی۔ ماں باپ کو اولاد کی تربیت کا ذمہ دار ٹھہرایا۔

ان امور میں سے ہر ایک امر مثالوں اور واقعات سے ثابت کیا جا سکتا ہے ہر رنگ کے دلکش واقعات پیش کئے جا سکتے ہیں لیکن یہ ایک بہت طویل مضمون ہے جو الگ سطور کا متقاضی ہے۔

تحریک وقف نو

اسی صدی میں تحریک وقف نو کے ماتحت 20 ہزار احمدی بچے پیدائش سے پہلے وقف کئے گئے جو دعاؤں کے جلو میں پل رہے ہیں۔ اور ان کو ایک تابناک مستقبل بلا رہا ہے۔

(باقی صفحہ ۱۳ پر)

اے بسا آرزو کہ خاک شدی

مکرم میاں عبدالسمیع نون صاحب ایڈووکیٹ

میں نے بیرونی ممالک کے سفر گزشتہ صدی کی ساتویں دھائی میں شروع کیے تھے اول تو میں افغانستان چار پانچ مرتبہ گیا۔ پشاور سے 45-40 منٹ کا ہوائی سفر تھا۔ وہاں مجھے حضرت صاحبزادہ سید عبداللطیف صاحب، حضرت مولوی عبدالرحمان صاحب اور حضرت مولوی نعمت اللہ خان صاحب اور دیگر جان فروشوں کے نقوش پا کی تلاش رہی۔ اور اس خونی میدان کی نشاندہی کروائی۔ جہاں پر عرش کے مالک نے اپنی خاص تقدیر اور خاص حکمتوں کے ماتحت اس گروہ صالحین کو کمال خوشدلی کے ساتھ اپنی مقدس جانیں جان آفریں کے حضور پیش کرتے ہوئے دیکھا۔ وہ ان سے تو راضی ہو گیا مگر اس پر وہ چپ تو نہ رہا۔ اور انہی دنوں دام نقد اس ظالم قوم اور اس کے بادشاہوں کو عذاب شدید میں مبتلا کر دیا۔ یہ ظالمانہ کارروائیاں 1901ء میں شروع ہوئیں اور ربع صدی تک مسلسل جاری رہیں۔ کئی بیگناہوں کا خون ارض کابل نے پیا۔

آج اس پر پورے ایک سو سال گذر چکے ہیں۔ مالک الملک کے غیظ و غضب اور اس کے انتقام کے لئے کسی تاریخ کی ورق گردانی کی حاجت نہیں اتنا طویل عرصہ گذرنے کے باوجود ذو الانتقام کا غصہ ٹھنڈا نہیں ہوا۔ وہ اپنے پیاروں کے لئے غیرت دکھا رہا ہے۔ وہ ملک افغانیاں جو اللہ کی نظروں سے گر گیا تھا ہر روز اس دور کے راستباز اور صادق کا قول کہ ''ظالم کی پاداش باقی ہے'' کی سچائی کو ثابت کر رہا ہے وہ تو میرے علم کے مطابق تعداد میں پانچ صلحاء تھے جنہوں نے اپنا خون بہا کر ایمان وایقان کی کھیتی کو سیراب کیا۔ اور جو آج بھی سرسبز ہے۔ اور قیامت تک پھول اور پھل دیتی رہے گی۔ مگر وہ ظالم اور سفاک ملک اللہ کی چکی میں آج بھی پس رہا ہے۔ اور اس کا کچھ باقی نہیں رہا۔ بس نشان عبرت ہی باقی ہے۔

اس کے بعد 1975ء میں سفر یورپ اختیار کیا۔ اور پھر کئی سال مسلسل یورپ اور امریکہ جاتا رہا۔ اس سال پھر سفر یورپ کا ارادہ ہے۔ گو موانع بہت ہیں جب مغربی ممالک کے ویزے مل گئے۔ تو ایک زبردست خواہش نے کروٹ لی۔ کہ یہ میری زندگی کا آخری سفر معلوم ہوتا ہے راستے میں سرزمین حجاز پڑتی ہے۔ معلوم کہ حرمین شریفین میں میرا داخلہ ممنوع ہے۔ مگر سارا خطہ عرب ہی میرے مرشد وآقا صلی اللہ علیہ وسلم کا مسکن ہے۔ اور جہاں پر اللہ کا بیت عتیق ہے اس ملک میں قدم دھرنا تو منع نہیں ہے۔ مجبوراً ان مقامات مقدسہ سے دور رہ کر ہی آتش ہجر کو ٹھنڈا کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

چنانچہ ریاض میں ایک عزیز کو خط لکھا کہ اگر ممکن ہو تو دور یا نزدیک کہیں سعودیہ میں آنے کا بندوبست ہو جائے۔ تو زہے قسمت۔ اس برخوردار نے جوابی فیکس کے ذریعہ حامی بھری۔ اور مجھے پاسپورٹ وغیرہ سفری کاغذات فیکس کے ذریعے بھجوانے کو کہا جو میں نے بھجوا دیئے۔ ساتھ وضاحت کر دی۔ کہ میرے لئے ٹیکسی اور مناسب گائیڈ کا انتظام کر دیں۔ میں آپ کی مصروفیت میں کسی صورت مخل ہونا نہیں چاہتا۔ وغیرہ

یہ پیش بندی اس لئے کر دی تا وہ اپنی کسی مجبوری یا مصروفیت کی بنا پر میری راہنمائی کرنے سے بھی دست کش نہ ہو جائے۔ اس نے ویزہ سعودی گورنمنٹ سے لیکر بھجوا دیا۔ جو کچھ دن انتظار کے بعد میں دیگر کاغذات مکمل کر کے 18 جون 2001ء کو سعودی عرب کے آفس میں پہنچ گیا۔ کاؤنٹر پر ایک شخص بیٹھا تھا جو ضلع گجرات کے ایک گاؤں کا رہنے والا تھا۔ اور بالواسطہ مجھے جانتا بھی تھا میری باری آئی۔ تو مجھے ایک سرٹیفیکیٹ سرگودھا سے لانے کے لئے کہا۔ میں نے کہا کہ وہ دستاویز سعودی عرب سے بھجوائی تھی۔ جو مجھے ویزہ دلانے کا موجب بنی۔ اب اتنا سفر کر کے سرگودھا جانا اور راتوں رات کاغذ پھر تیار کروا کر واپس آنا مشکل ہے۔ مگر چونکہ وہ مجھے پہچانتے تھے۔ شاید اس لئے اپنے حکم کی تعمیل پر اصرار کیا۔ ان دنوں اسلام آباد، پاکستان میں جھلسا دینے والی گرمی تھی۔

میں واپس آیا رات کاغذ تیار کروانے میں گذری۔ علی الصبح پھر عازم اسلام آباد ہوا کاغذات پیش کئے تو مژدہ جانفزا سنا کہ اب تمہارے کاغذات مکمل ہیں۔ انتظار کرو ڈھائی بجے دوپہر تک آخر انتظار کی گھڑیاں ختم ہوئیں۔ لوگ آتے جاتے رہے ویزے لے کر فارغ ہوتے رہے، ہم جب بھی دریافت کرتے تو جواب ملتا۔ ابھی تمہارا کیس اوپر سے نہیں آیا۔ پھر معلوم کیا ''ابھی کیس واپس نہیں آیا'' اب تو تشویش بڑھی۔ آخر تھوڑی دیر بعد انہی صاحب نے کہا کہ تم ''قادیانی ہو'' میں نے اثبات میں جوب دیا پھر تمہاری سعودی عرب کی ویزے کی درخواست رد کی جاتی ہے۔ میں نے کہا کہ سعودی عرب میں میں نے جو کاغذات بھجوائے تھے۔ اس میں کچھ چھپایا نہیں تھا پاسپورٹ پر صاف ''احمدی'' لکھا ہوا تھا۔ پھر کل سے آپ نے میرا فارم جس پر ''احمدی'' لکھا ہوا ہے دیکھ رہے ہیں تو کل ہی انکار کر دیتے۔ پھر میں نے پوچھنے کی جسارت کی کہ ریاض میں کوئی غیر مسلم نہیں جاتا۔ جواب ملا جاتے ہیں۔ مگر تمہیں جانے کی اجازت نہیں ہے۔

دھرے سفر کی صعوبتیں اور پھر یہ غیر متوقع لاجواب جواب سن کر بے حد دل شکنی ہوئی۔ ایک عزیز میرے ساتھ تھا۔ آگے سے سرگودھا کا ایک مجسٹریٹ بھی ہم سفر ہو گئے۔ انہوں نے بھی اور پھر سرگودھا پہنچ کر دوستوں اور اعزاء نے بھی ''تعزیت'' کا اظہار کیا۔ مگر میں جو پورے ایک مہینے سے عالم تصور میں سرزمین حجاز گھوم پھر رہا تھا پھر کسی کی دلداری اور غمخواری نے کچھ کام نہ کیا بلکہ میرے زخم دل ہرے ہی ہوجاتے رہے۔ یہ تصورات اور تخیلات کی دنیا بھی ایک لحاظ سے نعمت ہے۔ کہ اور کچھ نہ بن پڑے۔ تو شیریں لمحات میں مگن رہ کر دل کے بہلاوے کا کچھ سامان کر لیتے ہیں۔ ایک ماہ کے دوران کبھی میں کسی عرب افسر سے لجاجت سے درخواست کر کے اپنے

دل کے ارمان نکالتا کہ مجھے حرمین شریفین سے کتنے دور تک جانے کی اجازت دیں گے۔اور پھر دس بارہ میل دور مقام حدیبیہ کا تعین کروانے کی خواہش کرتا۔اور وہاں اگر میسر آئے تو قربانی کا ایک جانور ذبح کرنے کا ارادہ کرتا مجھے سعودیہ سے ویزا آ جانے کے بعد پختہ امید بندھ چکی تھی کہ اب سرزمین حبیب میں پہنچا کہ پہنچا۔اور کسی کے یہ شعر سوتے جاگتے زبان پر ہوتے کہ

غم کے مارو چلو وہیں پہ چلیں   بے ٹھکانوں کا جو ٹھکانا ہے

میں سفر میں ہوں اور مری منزل   شاہ والا کا آستانہ ہے

پھر یوں تو سیدنا حضرت امام الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم شاہ دوسرا ہیں۔اور پھر ہر ٹھکانہ حضور ہی کا ٹھکانہ ہے۔ہر بستی اور ہر شہر اور ہر ملک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی آستانہ ہے۔بلکہ ہر دل حضور کا آستانہ ہے مگر فاصلے کے قرب سے دل میں ایک ہیجانی کیفیت کا پیدا ہونا عین فطری معاملہ ہے۔مجھے بھی اس کی تمنا تھی۔پوری نہ ہوئی۔اور برادرم جناب ثاقب زیروی صاحب کی اور میری بھی یہ پرانی آرزو ہے کہ

کبھی تو آئے گا وہ زمانہ کبھی تو ہوگا مرا بھی جانا

کہوں گا روضے پہ سر جھکا کر درود تم پر سلام تم پر

ورنہ ثاقب بھائی دور بیٹھ کر بھی وہ درود و سلام تو بھیجتے ہی رہے ہیں۔اور بقول برادرم مکرم و محترم مرحوم ملک محمد اقبال ایڈووکیٹ سرگودھا کے پاکستان کے بہترین نعت گو شاعر ہیں۔اور سیدنا رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں سرشار ہو کر اور مستی کے عالم میں شعر پڑھتے ہیں۔میں نے لاہور سے ریاض اور ریاض سے واپسی کا سعودی ایئر لائن کا ٹکٹ بھی خرید لیا تھا۔سیٹ بھی 30 جون کی OK کروالی تھی۔مگر صد حیف کہ میری کمند تمنا جب دو چار ہاتھ لب بام رہ گیا۔تو ٹوٹ گئی۔ٹکٹ واپس کیا کچھ کٹوتی بھی ہوئی۔یوں بھی تین چار دن شدید گرمی کے دنوں میں سفر میں رہا۔اخراجات بھی بہت ہوئے۔مگر دل آزردہ کو اس قدر شدید رنج پہنچا کہ وہ بے اختیار قادر الکل کے حضور بہہ پڑا اور اپنی بے بسی اور محرومی اور مظلومیت کا خوب نوحہ کیا۔

میرے سعودی ویزے کے فارم پر ''احمدی'' ہونے کی وجہ سے انکار والا حکم میں نے لیا۔جو سنبھال کر رکھا ہوا ہے میرے سفر آخرت کے ویزے کے آنے میں اب کیا دیر ہے؟ یہ ظالمانہ حکم عادل حقیقی اور حاکم عرش معلیٰ کو دکھاؤں گا۔

یہاں تو قدم قدم پر رکاوٹیں ہیں زبان و قلم پر قدغنیں ہیں۔روز محشر تو ان ظالمانہ قوانین کے خالق مجھے نہیں روک سکیں گے۔وہاں تو عین عدل ہوگا۔نہ معلوم اس روز ان ظالموں پر کیا گذر رہی ہوگی۔وہاں تو دم مارنے کی جا نہیں اگر عادل حقیقی نے اذن بخشا۔تو اپنا پاش پاش جگر اور اس پر مسلسل لگنے والے زخموں کی کہانی ضرور عرض کروں گا۔

بہر حال اس صدمے سے میرے سینے کا شیشہ تڑخ گیا۔اپنی بے بسی اور محرومی کا ملال میرے جسم و جان پر اتنا اثر انداز ہوا کہ درد و کرب کے تلخ ذائقے سارے جسم و جان پر متولی ہو گئے۔

اور بے چارگی میں ثاقب بھائی کے ہی اس شعر کا سہارا لیا۔کہ آج نہیں تو کل

اک موج بہالے جائے گی سب ریت پہ لکھی تحریریں

اس مالک کے ہاں دیر تو ہے اندھیر نہیں وقت آنے دو

قانون وضوابط کی رکاوٹوں کے باعث ہمت نہیں پڑتی تھی۔تو خاموش تھے۔اب کامیابی کی امیدیں بندھیں اور پھر ٹوٹ گئیں کچھ دن گذرے تو دل کو تسلی دی کہ یہ پہلی ''شکست فاتحانہ'' تو نہیں ہمارے نصیبے میں شروع سے ہی ایسے غم والم رکھے گئے تھے۔کون سا ظلم و ستم ہے۔جو زمانے نے ہمارے لئے روا نہیں رکھا۔اور کون سا تیر مخالفین کے ترکش میں تھا۔جو ہم پر نہیں پھینکا گیا۔

دل کی ویرانی کا کیا مذکور ہے   یہ نگر سو مرتبہ لوٹا گیا

نہ معلوم ہماری بے بسی ابھی اور کیا کیا زخم پہنچائے گی۔میرا نہ کوئی دنیاوی مقصد تھا۔نہ عزیزوں سے ملاقات یا اور کوئی خواہش۔بس ارض پاک کے ذرات کو چھونے اور انہیں بوسہ دینے کی تمنا تھی۔صرف یہ آرزو تھی کہ ان تهلك هذه العصابته فلن تعبدفي الارض ابداً ۔ انا النبى لاكذب ان ابن المطلب

اور کبھی طائف کے لفنگوں نے جب میرے آقا و مرشد صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد اطہر کو لہولہان کر دیا پھر بھی اسی سراپا رحمت نے اللهم اهدني قومي فانهم لايعلمون کی دعا ہی کی تھی۔ان مقامات کی تلاش تھی جہاں پر یہ جاں گسل مناجات اور حیات بخش ابدی صداقتیں جاری ہوئی تھیں۔

کاش ان روح پرور آسمانی صداؤں کی بازگشت اس وقت میرے کانوں میں گونجتی جب اس پاک زمین پر میں سجدہ ریز ہوتا۔پھر اس توحید پرست اور ایمان و یقین کی مضبوط چٹان کی وہ آواز میری سماعتوں کو نصیب ہوتی۔جو صرف اسے ہاں صرف اسے ہی سوجھی تھی۔اور بڑے بڑے مقربین حضور اقدس کی محبت میں ہوش و حواس کھو بیٹھے تھے مگر اس مرد قلندر نے آسمان سے نور پا کر اعلان کیا تھا کہ سنو من كان يعبد محمداً فان محمداً قد مات . ومن كان يعبدالله فان الله حى لايموت اور پھر اس زمانے کی ایجادات سے صدیوں سے قبل آسمانی اور روحانی لاسلکی کے ذریعہ سے یا ساریته الجبل کے نعرہ کی بازگشت سننے کے لئے بے چین تھا۔جو دور بہت دور اسی طرح سنا گیا تھا۔جس طرح آج کے سائنسی وسائل کے ذریعہ ہم دور کی آوازیں سن سکتے ہیں مگر اس زمانے میں عقل و سمجھ سے ماورا ایک غیبی وائیرلیس کا سلسلہ تھا جو سیدنا حضرت عمرؓ بن خطاب کو عطا ہوا تھا۔

میں بے نوا اور بے بس ہوں۔لیکن یہ میرے ایمان کا حصہ ہے کہ جس طرح چودہ سو سال تک سیدنا رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام کا تحفہ فضاؤں میں خوشبوئیں بکھیرتا رہا اور عین چودہ صدیوں بعد صحیح صحیح اپنے ٹھکانے پر اس خوش نصیب کو وہ انمول آسمانی عطیہ موصول ہوا۔میں نے اس نادر پیغام کے منتھی کو اور اس کے مرسل کو دیکھا۔اور میری خواہش تھی کہ اس کے مقام اجرا کو بھی تو اپنی آنکھوں سے دیکھوں۔پھر اس مقام پاک کو دیکھنے کی خواہش کہ جس جگہ ام الکتاب نازل ہوئی اس قدر شدت پکڑ گئی تھی۔کہ میں اس لمحہ مبارکہ کے لئے حد درجہ بے چینی سے انتظار کر رہا تھا۔

اور ارض پاک کو دیکھنے کی امید بندھ گئی تھی۔کہ سعودی عرب نے ویزہ باوجود میرے احمدی ہونے کے جاری کر دیا۔مگر میری حرماں نصیبی کہ پاکستانی ویزا افسر نے انکار کر کے میری ساری آرزوؤں اور تمناؤں پر پانی پھیر دیا۔اور میں ایک طرف اپنی خواہشات اور امیدوں کو دیکھتا ہوں

(باقی صفحہ ۲ پر)

دعا گو شخصیت، میٹھی طبیعت کے مالک اور فرشتہ سیرت انسان

محترم چوہدری ناصر محمد سیال صاحب کو سپرد خاک کر دیا گیا

جیسا کہ احباب جماعت کو یہ افسوسناک اطلاع دی جا چکی ہے کہ حضرت مصلح موعود کے داماد اور حضرت چوہدری فتح محمد صاحب سیال کے بیٹے محترم چوہدری ناصر محمد سیال صاحب مورخہ 19 نومبر 2001ء بروز جمعرات واشنگٹن میں کچھ عرصہ بیمار رہنے کے بعد وفات پا گئے آپ کی عمر 77 سال تھی۔ پھیپھڑوں میں زخم کی وجہ سے بیماری شدید ہوئی اور آخر وقت میں گردوں نے بھی اپنا کام ختم کر دیا تھا۔ مورخہ 22 نومبر 2001ء کو بعد نماز ظہر محترم شمشاد احمد صاحب ناصر مربی سلسلہ نے واشنگٹن میں آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ مورخہ 23 نومبر کو صبح 6 بجے جنازہ واشنگٹن سے بذریعہ کار نیویارک روانہ ہوا اور نیویارک سے بذریعہ فلائٹ 24 نومبر کو رات پونے بارہ بجے جنازہ اسلام آباد پہنچا۔ مورخہ 25 نومبر 2001ء کو صبح ساڑھے آٹھ بجے بیت الفضل اسلام آباد میں نماز جنازہ ادا کی گئی۔ اسی دن دوپہر کو جنازہ ربوہ پہنچا اور مورخہ 26 نومبر کو بعد نماز ظہر محترم صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی نے بیت المبارک میں آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ آپ خدا تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے اس لئے بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔ قبر تیار ہونے پر محترم صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب نے ہی دعا کرائی۔ جنازہ اور تدفین میں ربوہ کے علاوہ پاکستان کے کئی اضلاع سے کثیر تعداد میں بزرگان اور احباب جماعت نے شرکت فرمائی۔

حالات زندگی

آپ حضرت چوہدری فتح محمد صاحب سیال رفیق حضرت مسیح موعود کے صاحبزادے تھے۔ آپ مورخہ 16 جون 1924ء کو قادیان میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم کے بعد ایف سی کالج لاہور میں زیر تعلیم رہے اور گورنمنٹ کالج لاہور سے آپ نے ایم ایس سی کیمسٹری کا امتحان پاس کیا۔ مزید تعلیم کی غرض سے آپ امریکہ تشریف لے گئے اور IOWA سٹیٹ یونیورسٹی سے ایم ایس سی کیمیکل انجینئرنگ میں پاس کی۔ چونکہ آپ نے اپنی زندگی وقف کی ہوئی تھی اس لئے امریکہ سے اعلیٰ تعلیم حاصل کر کے واپس پاکستان تشریف لے آئے۔ اور فضل عمر ریسرچ انسٹیٹیوٹ میں بطور ریسرچ انچارج خدمات کا آغاز کیا۔ جب تک یہ ریسرچ انسٹیٹیوٹ قائم رہا، آپ خدمات بجا لاتے رہے۔ شوگر ملز کے ٹیکنیکل امور سے آگاہی اور مزید تعلیم کی غرض سے آپ کینیا تشریف لے گئے۔ ٹریننگ مکمل کرنے کے بعد تجربہ حاصل کرنے کے لئے کریسنٹ شوگر ملز فیصل آباد میں کام کیا۔ پھر میر پور خاص شوگر ملز میں بطور چیف کیمسٹ باقاعدہ ملازمت کا آغاز کیا۔ 1965ء تا 1970ء آپ میر پور خاص میں ہی رہے۔ 1971ء تا 1978ء شاہ تاج شوگر ملز منڈی بہاؤ الدین میں کام کرتے رہے 1978ء میں سوڈان تشریف لے گئے جہاں دنیا کی سب سے بڑی شوگر ملز کنانہ شوگر ملز میں 1985ء تک بطور پروڈکشن مینیجر کام کرتے رہے۔

ریسرچ کا کام

1985ء میں آپ نے ریسرچ کا کام شروع کیا جس میں آپ نے ایک فیول (ایندھن) پر تحقیق کا کام شروع کیا اور آپ ایسا فیول بنانے میں کامیاب ہو گئے جو بائیو میس (Bio Mass) فیول کہلاتا ہے۔ اس کی کارکردگی نارمل فیول کی طرح ہے لیکن یہ اس سے سستا ہے اس کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس کے استعمال سے دیگر فیولز کی طرح فضائی آلودگی نہیں پھیلتی اور کمرشل استعمال سے اوزون کو بھی نقصان نہیں پہنچتا۔ چنانچہ آپ نے اسے ''سیال فیول'' کے نام سے ہر اہم ملک میں رجسٹرڈ کرایا۔ اور اب خدا تعالیٰ کے فضل سے اس کی مارکیٹنگ کا کام جاری ہے۔ ایک لمبی تحقیق کے بعد اس فیول کے بنانے کی بڑی وجہ یہ بات ثابت کرنا تھی کہ حضرت مصلح موعود نے جو ریسرچ انسٹیٹیوٹ بنانے کا خواب دیکھا تھا وہ سچا ہے احمدی سائنسدان تحقیق کے بعد بہت سی چیزیں ایجاد کر سکتے ہیں۔

آپ کی رہائش کینیڈا میں تھی لیکن اپنے صاحبزادے محترم ظاہر محمد مصطفیٰ صاحب کے پاس اکثر تشریف لایا کرتے تھے۔

آپ کی شادی سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی سب سے چھوٹی بیٹی محترمہ صاحبزادی امۃ الجمیل صاحبہ کے ساتھ ہوئی اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے ایک بیٹے اور تین بیٹیوں سے نوازا۔

محترم ناصر محمد سیال صاحب ایک فرشتہ سیرت شریف النفس انسان تھے۔ آپ انسان دوست متقی، قانع خوش طبع اور جماعت اور خلافت سے بے پناہ محبت کرنے والے تھے۔ آپ کی وفات پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک خط میں فرمایا ''مرحوم ان گنت خوبیوں کے مالک تھے اپنی میٹھی طبیعت اور نیک مزاج کی وجہ سے ہر دلعزیز تھے اور دعا گو شخصیت کے مالک تھے اور فرشتہ سیرت انسان تھے۔'' آپ کثرت سے مطالعہ کرتے اور ہر قسم کے ماہرین سے بلا تکلف گفتگو کر سکتے تھے۔ آپ کی لائبریری میں قیمتی و نادر کتب موجود ہیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کو جنت الفردوس عطا فرمائے اور اعلیٰ علیین میں مقام عطا فرمائے۔ نیز آپ کے لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

عبدالسمیع خان ایڈیٹر الفضل

نیک انجام ۔ یوسف سہیل شوق

سہیل صاحب بھی ہم سے کیسے وقت رخصت ہوئے۔

رمضان کا مقدس مہینہ تھا۔

جمعہ کا مبارک دن تھا۔

نماز فجر کی قبولیت دعا کی گھڑیاں تھیں۔

نماز جمعہ پر ہزاروں افراد نے ان کا جنازہ پڑھا۔

نماز تراویح کے بعد انہیں سپرد خاک کیا گیا۔

یہ ساری علامات خدائی مغفرت کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔ جنت کے سب دروازے رمضان میں کھول دیئے جاتے ہیں اور رمضان کا پہلا عشرہ جو رحمت کا عشرہ ہے، ہماری دعا ہے کہ اللہ کی بے پایاں رحمت اور مغفرت انہیں ڈھانپ لے اور انہیں جنت کے کھلے دروازوں سے گزرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ کیونکہ وہ مخلوق خدا کے لئے اپنے دروازے ہمیشہ کھلے رکھتے تھے۔ میرا ذاتی مشاہدہ بھی یہی ہے اور بیسیوں لوگوں نے گواہی دی کہ وہ ہر کسی کے کام آنے کیلئے ہمہ وقت تیار رہتے تھے۔ کسی غریب کے علاج کا مسئلہ ہو، کسی بیروزگار کے لئے نوکری کی تلاش ہو، کسی مستحق کی مالی مدد کا معاملہ ہو وہ اپنے تمام وسائل سمیت پیش پیش رہتے تھے۔ حتی کہ دفتر میں کسی شخص کو کوئی فارم پر کرنا ہو، کسی محکمہ کو درخواست دینی ہو، کسی دفتری خط کا جواب دینا ہو وہ بلا تکلف ان کے پاس پہنچ جاتا اور وہ سارے کام چھوڑ چھاڑ کر پہلے اس کا کام مکمل کرتے تھے۔ مگر ان کی خوبی یہ تھی کہ اس خدمت خلق کو کبھی اپنے فرائض کی راہ میں روک نہیں بننے دیتے تھے۔ اپنے تمام دفتری کام بروقت اور عمدگی سے مکمل کرتے۔ گزشتہ ساڑھے تین سال سے ہم دفتر الفضل میں اکٹھے تھے جو بھی معاملہ ان کے سپرد کیا اسے پوری ذمہ داری سے بجالاتے اور اگر بھول جاتے تو یاد دہانی کرانے پر فوری معذرت کے ساتھ اس کی تکمیل میں لگ جاتے۔

تاریخی خدمات

اپنے کام سے بے انتہا لگن اور محبت تھی۔ جب سے ہم نے حضور ایدہ اللہ کے خطبات کا خلاصہ باقاعدگی سے شائع کرنے کا سلسلہ شروع کیا اپنی بیماری کے ہاتھوں بے بس ہونے تک تمام خطبات کے خلاصے الا ماشاءاللہ انہوں نے ہی تیار کئے۔ طریق کار یہ تھا کہ وہ اپنے نوٹس کی مدد سے خلاصہ بنا کر لاتے تھے جس کے لئے بعض دفعہ انہیں خطبہ دو یا تین دفعہ سننا پڑتا اور رات دیر گئے وہ اس کام میں مگن رہتے۔ خاکسار بھی اپنی ڈائری پر نوٹس لیتا اور صبح دفتر کھلتے ہی باہم مشورہ سے ہم اسے آخری شکل دیتے رہے۔

اپنی اس ذمہ داری کے بارہ میں اس قدر حساس تھے کہ ایک دو دفعہ انہیں جمعہ کے دن لاہور اور راولپنڈی جانا پڑا تو انہوں نے وہاں سے بھی خلاصہ تیار کر کے مجھے فیکس کیا۔ جس نے بنیادی ڈھانچے کا کردار ادا کیا۔

خطبات کے علاوہ حضور کے تمام خطابات جلسہ سالانہ درس القرآن وغیرہ کی تیاری بھی انہی کے سپرد تھی جس کو انہوں نے نہایت خوش اسلوبی اور عمدگی سے نبھایا۔ اور سلسلہ کی علمی تاریخ میں اپنا نام ابدالآباد تک دعاؤں کے لئے چھوڑ گئے۔

قابل فخر نائب

مجھے جب حضور اقدس نے 11 مارچ 1998ء کو الفضل کا ایڈیٹر مقرر کیا تو میرا صحافتی تجربہ نہ ہونے کے برابر تھا اس سے قبل خالد کے مدیر کے طور پر 3 سال (85ء تا 88ء) کام کیا تھا مگر روزنامہ کا کام بہت مختلف اور غیر معمولی بوجھ والا کام تھا۔ میں تو اخبار کی بنیادی اصطلاحات تک سے بھی ناواقف تھا۔ اس لئے سہیل صاحب کو ہی اپنا رہنما بنایا۔ اور باوجود اس کے کہ عمر میں، تجربہ میں علم میں مجھ سے زیادہ تھے مگر انہوں نے کبھی اس کا احساس نہیں دلایا۔ اپنا اختلاف بڑے ادب اور دیانتداری سے دلیل کے ساتھ پیش کرتے اور پھر جو بھی پالیسی تشکیل پاتی اس کے لئے سرگرم عمل ہو جاتے۔ مجھے خوشی ہے کہ اکثر حالتوں میں ان کی رائے کے موافق کام ہوتا۔ اور کم وبیش اس کے اچھے نتائج ہی نکلے۔ وہ ایک ایسے نائب تھے جس پر بھرپور اعتماد اور فخر کیا جاسکتا ہے۔ اور اللہ کے فضل سے الفضل کی ساری ٹیم میں یہی جذبہ کارفرما ہے اور یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان مخدوش اور نامساعد حالات میں بھی ہمیں خاص مقبولیت سے نوازا۔ اس میں یقیناً ایک بہت بڑا حصہ ان کی محنت، صلح جو طبیعت، دیگر کارکنان کے ساتھ دوستانہ رویہ اور محض للہی محبت کا ہے۔

خون جگر

انہوں نے ساڑھے بائیس سال الفضل کو اپنے خون جگر سے سینچا۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ جب ایم، ٹی، اے پر حضور کے Live خطبات کا سلسلہ شروع ہوا تو بعض اوقات وہ اس کا متن ساری ساری رات جاگ کر تحریر کرتے اور قریب ترین شمارہ میں وہ خطبہ شائع ہو جاتا۔ الفضل انٹرنیشنل کے اجراء کے بعد اس میں شائع ہونے والا خطبہ ہی اصل ماخذ قرار پایا۔ اور اب اسی کو تمام دنیا کے احمدی اخبارات ورسائل میں نقل کیا جاتا ہے۔

بے پناہ قوت تحریر

انہوں نے سینکڑوں تقاریب کی رپورٹنگ کی۔ اور اس خوبصورتی سے وہ تقریب اور اس کے ماحول کا نقشہ کھینچتے کہ پورا منظر سامنے آجاتا۔ مسلسل مشق نے ان میں بے پناہ روانی پیدا کر دی تھی۔ اور بہت کم تبدیلی کی ضرورت محسوس ہوتی۔ 2000ء کے اختتام پر گھٹیالیاں اور تخت ہزارہ کے شہداء کے جو حالات انہوں نے تحریر کئے وہ یقیناً ان کے قلمی شاہکار ہیں۔ بے شمار لوگوں نے اس وقت بھی اور ان کی وفات کے بعد بھی ان مضامین کو بے حد سراہا۔ اور اپنے پاس محفوظ رکھنے کا ذکر کیا۔ گلشن احمد نرسری کی نمائش کی رپورٹ بھی پڑھنے سے تعلق رکھتی ہے۔

علمی تقاریب

سہیل صاحب نے سینکڑوں مضامین لکھے کچھ ان کے نام سے چھپے کچھ بغیر نام کے۔ الفضل کے علاوہ دیگر جماعتی رسائل کے لئے بھی لکھتے رہتے تھے۔ کئی کالم انہوں نے الفضل میں مختلف وقتوں میں جاری رکھے۔ بیسیوں کتابوں پر تبصرے کئے۔ ایم، ٹی، اے پر بہت سے پروگرام کروائے۔ درجنوں مشاعروں میں سٹیج سیکرٹری کے فرائض سرانجام دیئے الغرض ربوہ کی علمی

(باقی صفحہ ۱۳ پر)

قرآں کتاب رحماں سکھلائے راہ عرفاں ☆ جو اس کے پڑھنے والے ان پر خدا کے فیضاں

آداب تلاوت اور اس کی اغراض

قرآن کریم کی یہ امتیازی شان ہے۔ کہ یہ خود آداب تلاوت سکھاتا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے۔

1۔ لایمسه الا المطهرون

(سورہ واقعہ)

کہ مطہر لوگ ہی اس کو چھوئیں۔ یعنی ظاہری اور جسمانی لحاظ سے قاری کو پاک وصاف ہونا چاہئے۔

2۔ تلاوت سے پہلے تعوذ پڑھا جائے۔ جیسا کہ فرمایا۔(النحل:99) کہ جب تو قرآن پڑھے۔ تو اعوذ باللہ (۔) پڑھ لیا کر۔ یعنی اے اللہ میں ہر اس بدروح سے جو تیری درگاہ سے دور کی گئی ہے (یعنی شیطان سے) تیری پناہ چاہتا ہوں۔

3۔ قرآن کریم ٹھہر ٹھہر کر خوش الحانی سے پڑھا جائے جیسا کہ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے ورتل القرآن ترتیلا۔(المزمل:5) کہ قرآن کریم ترتیل سے اور خوش الحانی سے پڑھا جائے۔ احادیث میں بھی اس کی تائید میں ہدایات ملتی ہیں چنانچہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا۔ کہ کس شخص کی آواز و قراءت اچھی اور خوبصورت ہے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جب تو اس کو سنے تو تو محسوس کرے کہ اس کے دل میں خشیت اللہ اور خوف ہے۔

(مشکوۃ باب فضائل القرآن)

سیدنا حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ:۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن شریف غم کی حالت میں نازل ہوا ہے۔ تم بھی اسے غم ہی کی حالت میں پڑھا کرو۔

(ملفوظات جدید ایڈیشن جلد نمبر 3 صفحہ نمبر 152)

نیز فرمایا:۔

’’خوش الحانی سے قرآن شریف پڑھنا بھی عبادت ہے‘‘۔ (ملفوظات جلد سوم ص 162)

ایک شخص نے حضرت مسیح موعود سے سوال کیا کہ قرآن کریم کس طرح پڑھا جائے تو حضور نے فرمایا:۔

قرآن شریف تدبر و تفکر سے پڑھنا چاہئے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ رب قارء یلعنه القرآن یعنی بہت ایسے قرآن کریم کے قاری ہوتے ہیں جن پر قرآن کریم لعنت بھیجتا ہے۔ جو شخص قرآن پڑھتا اور اس پر عمل نہیں کرتا۔ اس پر قرآن کریم لعنت بھیجتا ہے۔ تلاوت کرتے وقت جب قرآن کریم کی آیت رحمت پر گزر ہو تو وہاں خدا تعالیٰ سے رحمت طلب کی جاوے اور جہاں کسی قوم کے عذاب کا ذکر ہو تو وہاں خدا تعالیٰ کے عذاب سے خدا تعالیٰ کے آگے پناہ کی درخواست کی جاوے اور تدبر اور غور سے پڑھنا چاہئے اور اس پر عمل کیا جاوے۔

(ملفوظات جلد 5 جدید ایڈیشن صفحہ 157)

تلاوت کی غرض

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

لوگ قرآن شریف پڑھتے ہیں مگر طوطے کی طرح یونہی بغیر سوچے سمجھے چلے جاتے ہیں۔ جیسے ایک پنڈت اپنی پوتھی کو اندھا دھند پڑھتا جاتا ہے۔ نہ خود سمجھتا ہے نہ سننے والوں کو پتہ لگتا ہے۔ اسی طرح پر قرآن شریف کی تلاوت کا طریق صرف یہ رہ گیا ہے کہ دو چار سپارے پڑھ لیے اور کچھ معلوم نہیں کہ کیا پڑھا۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہ سُر لگا کر پڑھ لیا اور ’’ق‘‘ اور ’’ع‘‘ کو پورے طور پر ادا کر دیا۔ قرآن شریف کو عمدہ طور پر اور خوش الحانی سے پڑھنا بھی ایک اچھی بات ہے۔ مگر قرآن شریف کی تلاوت کی اصل غرض تو یہ ہے کہ اس کے حقائق اور معارف پر اطلاع ملے اور انسان ایک تبدیلی اپنے اندر پیدا کرے۔

(ملفوظات جدید ایڈیشن جلد اول صفحہ 285,284)

قرآن کریم اپنے سچے پیرو کو خدا سے ملاتا ہے

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

قرآن شریف اپنی روحانی خاصیت اور اپنی ذاتی روشنی سے اپنے سچے پیرو کو اپنی طرف کھینچتا ہے اور اس کے دل کو منور کرتا ہے اور پھر بڑے بڑے نشان دکھلا کر خدا سے ایسے تعلقات مستحکم بخش دیتا ہے کہ وہ ایسی تلوار سے بھی ٹوٹ نہیں سکتے جو ٹکڑہ ٹکڑہ کرنا چاہتی ہے۔ وہ دل کی آنکھ کھولتا ہے اور گناہ کے گندے چشمہ کو بند کرتا ہے اور خدا کے لذیذ مکالمہ مخاطبہ سے شرف بخشتا ہے اور علوم غیب عطا فرماتا ہے اور دعا قبول کرنے پر اپنے کلام سے اطلاع دیتا ہے۔

(چشمہ معرفت روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 309,308)

قرآں خدا نما ہے خدا کا کلام ہے
بے اس کے معرفت کا چمن ناتمام ہے

مبارک شخص

حضرت مولانا نورالدین خلیفۃ المسیح الاول فرماتے ہیں:۔

ہر ایک شخص کا جو قرآن شریف پڑھتا ہے یا سنتا ہے یہ فرض ہے کہ وہ اس رکوع کے آگے نہ چلے جب تک اپنے دل میں یہ فیصلہ نہ کرلے کہ مجھ میں یہ صفات یہ کمالات ہیں یا نہیں۔ اگر ہیں تو وہ مبارک ہے اور اگر

(باقی صفحہ ۱۷ پر)